گلگت کا انقلاب

1947ء



پروفیسر عثمان علی

Published By Team JKLF

یکم نومبر 1947

عبوری حکومت: گورنر محبوس کیا جا چکا تھا۔ خزانہ، گورنر ہاؤس، دفاتر، سکاؤٹس لائینز، تمام تا کے سکاؤٹوں کے انصرام میں آ چکے تھے۔ اب ایک انتظامی ڈھانچہ کھڑا کرنے کی ضرورت تھی۔ کرنل حسن گلگت پہنچتے ہی اسی میں منہمک ہو گئے۔ ایک شوریٰ کی مجلس بلائی گئی جس میں سکاؤٹس کے سربراہان، سرداروں، صوبیدار میجر بابر خان، فدا علی، شاہ خان، اکبر حسین، شاہ سلطان، جان عالم وغیرہ کے ساتھ راجہ شاہ رئیس خان، پولیس سب انسپکٹر سلطان حمید بھی شامل تھے۔ بابر میجر براؤن کو بھی ساتھ لائے تھے۔ کرنل حسن شمشیر سے زنجیر تک میں لکھتے ہیں" مجلس مشاورت یا مخالفت میں اپنے انگریز دوست میجر براؤن ساتھ لائے تھے۔ صفحہ 132 وہ جنوری 1952ء کی اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں "میرے بعض رفیق انگریز افسروں کو ان ذمہ داریوں کے سنبھالنے میں برابر کا شریک بنانا چاہتے تھے"۔

حسن خان اپنی 1952ء کی یادداشت میں لکھتے ہیں "سب نے اتفاق سے یہ فیصلہ کیا کہ تمام گلگت سکاؤٹس اور ریاست کی مسلمان پلٹن میری کمانڈ میں ایجنسی کی حفاظت اور ہنگامی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے کاروائی کریں۔ فوجی اعانت کے لیے ایک سول نظام قائم ہو کر راشن بار برداری وغیرہ ضروری امور کی طرف سے ہمیں مطمئن کر دے۔ شاہ رئیس خان ان معاملات کی نگرانی کے لیے صدر منتخب کیے گئے۔ عملی طور پر یہ کام بھی لفٹنٹ حیدر کے سپرد کر دیا گیا۔ صفحہ 42۔

اپنی کتاب شمشیر سے زنجیر تک میں (صفحہ 132) میں لکھتے ہیں کہ "اس جمہوری عمل کو بروقت راقم نے آمرانہ تدبیر سے شکست دی اور اپنے گلگت کے ہم نوا راجہ شاہ رئیس کو ایجنسی کا صدر مقرر کیا"۔ وہ پھر لکھتے ہیں کہ "اس مجلس مشاورت نے میری مدد کے لیے دونوں انگریز آفیسر زمتفقہ طور پر میرے فوجی مشیر مقرر کیے۔ یہ ان کی عنائیت تھی۔ لفٹنٹ حیدر کو راقم نے کمشنر مقرر کیا۔ اسی طرح بابر بھی مشترکہ کمان میں کوارٹر ماسٹر مقرر ہوئے۔ یہ ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا"۔ صفحہ 133۔

بریگیڈئیر گھنسارا سنگھ گلگت میں حکومت سازی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"Thus Major Brown, Captian Ihsan Ali, Captian Hassan Khan, Captian Syed, Lt Haider, Sub Maj Babar Khan and Wazir Walyat Ali (Revenue Assistant Kashmir State) on leave formed a provincial Govt, headed by one local Sub Shah Raees Khan. Page.33 Gilgit Before 1947".

شاہ خان عبوری حکومت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ "اسی صبح گلگت کو ایک خود مختار ریاست قرار دیکر آزاد جمہوریہ گلگت کا اعلان ہوا۔ سول انتظامیہ کو چلانے اور جنگ آزادی کو جاری رکھنے کے لیے ایک عبوری حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس حکومت میں صدارت کا عہدہ گلگت کے راجہ شاہ رئیس خان کو دیا گیا۔ سول معاملات کو چلانے کے لیے لفٹنٹ حیدر کو مقرر کیا گیا۔ جبکہ تمام عسکری معاملات کی نگرانی کی ذمہ داری کیپٹن حسن کے سپرد کی گئی۔ میجر براؤن کو صدر کا مشیر مقرر کیا گیا

اور صوبیدار میجر بابر کو کوارٹر ماسٹر کی ذمہ داری دی گئی" ۔صفحہ 131 تا 132 گلگت سکاؤٹس۔

پروفیسر دانی ہسٹری آف ناردن ایریاز صفحہ 355 میں لکھتے ہیں کہ "بڑی گرما گرم بحث کے بعد عبوری حکومت کے بارے میں درج ذیل فیصلے ہوئے"۔

شاہ رئیس خان	صدر عبوری حکومت
کرنل حسن خان	عسکری امور کا سربراہ
کیپٹن سعید درانی	ڈپٹی لیڈر انقلابی امور
لفٹنٹ حیدر	پولیٹکل ایجنٹ
صوبیدار میجر بابر	کوارٹر ماسٹر
راجہ سلطان حمید	چیف آف پولیس

لفٹنٹ حیدر اپنی یکم نومبر کی ڈائیری میں لکھتے ہیں۔

"Finally I say that if he is not in, I resign. At last agreement has it:

Shah Raees Khan	:	President
Hassan	:	War Officer Head
Haider	:	Civil Head"

جتنے منہ اتنی باتیں ۔حکومت انتظامیہ ،عبوری ڈھانچے کی کوئی واضح صورت نظر نہیں آتی۔ کسی نے کچھ انتظامی ڈھانچہ بتایا اور کسی نے کچھ۔عبوری حکومت کا عجیب سا ملغوبہ بنتا ہے۔ادھر تمام عملی سرگرمیاں میجر براؤن سرانجام دیتا ہے۔ فوجی ،سول وائرلیس سٹیشنز اس کے قابو میں ہیں۔چترال ،صوبہ سرحد ،حکومت پاکستان سے اس کے رابطے ہیں۔وہ جو پیغامات بھیج رہا ہے ان کا حکومت کے اہل کاران کو کچھ معلوم نہیں۔

<u>کرنل مجید اور احسان علی کی گلگت آمد</u>: اس پر تفصیلی بحث آگے گزر چکی ہے۔تاہم اس میں کرنل حسن کی کتاب 1952ء یادداشت سے اس کہانی کو بھی شامل کرتے جائیں تو بے جا نہ ہوگا۔وہ لکھتے ہیں" گورنر اور دیگر سربراہوں اور حاکموں کو حراست میں لینے کے بعد ہمیں یہ محسوس ہوا کہ جب تک کرنل مجید اور میجر احسان علی بونجی کی چھاؤنی میں مخالف سپاہ کی کمانڈ میں ہیں تب تک گلگت کو خطرہ بدستور لاحق رہے گا۔ میں نے ایک ضروری حکم بذریعہ گورنر گلگت کی طرف سے ان کو بھیجا کہ وہ مذاکرات کے لیے فوراً حاضر ہو جائیں۔تغیر شدہ حالات کا انھیں کوئی علم نہ تھا۔دونوں پہنچ گئے۔انھیں گرفتار کیا گیا"۔صفحہ 43۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ گورنر کی طرف سے جعلی حکم کرنل مجید اور احسان علی کو یکم نومبر کو بھجوایا گیا ہو کہ وہ فوراً گلگت مذاکرات کے لیے آ جائیں تو اس دن یکم نومبر کو ان کا گلگت پہنچنا محال تھا۔وہ اس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہیں کہ کرنل مجید گورنر کے احکام کی تعمیل میں یکم نومبر صبح سویرے گلگت کی طرف روانہ ہوئے تھے۔اور میجر احسان علی اپنی بیگم کو

لے کر چینیوں سے استفادہ کرنے کے لیے کرنل کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ اور وہ یکم نومبر کی شام اسے گلگت پہنچا۔

میجر براؤن کہتے ہیں کہ " یکم نومبر کو میں مجلس مشاورت سے باہر نکلا ادھر ادھر ضروری امور نپٹائے۔ پھر بیوروں سے کشمیر "Message" پاس کروانا چاہتا تھا۔ اتنے میں سکاؤٹس دستے کی حفاظت میں کرنل مجید اور احسان علی کی آمد کی اطلاع ملی۔ میں احسان علی کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے خود اپنا تعارف پیش کیا۔

"My name is Ihsan Ali, I think your are Maj Brown".

میجر براؤن کہتے ہیں۔

"A fellow comes back on leave, year away from his native country and all that finds himself under arrest in the middle of some sort of revoluation .Page164.

میجر براون پھر کہتے ہیں۔

"I gathered Mirza Hassan had put him under arrest, evidently seeing him a possible rival for Commander Chief". Page 164.

میں نے حیدر سے کہا کہ وہ کرنل مجید اور احسان کو اپنے بنگلے پر لے جائے، وہاں انہیں گارڈ میں رکھا جائے۔ ان پر اتنی بندش ہو کہ وہ ملاقاتیوں سے نہ مل سکیں۔

کرنل حسن شمشیر سے زنجیر تک میں لکھتے ہیں۔ گورنر کی طرف سے جعلی پیغام 2 نومبر کو بھجوایا گیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ۲ نومبر کو حسب پیغام وتعمیل ارشادات گورنر (جعلی پیغام جو گورنر کے نام بھیجا گیا) بونجی کے کرنل مجید اور میجر احسان علی بھی گلگت کی ہنگامی میٹنگ میں شمولیت کے لیے رواں دواں ہوئے۔ دن ڈھلے بھوپ سنگھ پڑی پہنچے۔ سر بمبر ہمارے پاس پہنچائے گئے۔ انہیں ایک موقع شمولیت کا اور دیا لیکن نہ مانے۔ انہیں بھی گورنر کی نزدیکی میں چھاؤنی میں ایک کوارٹر میں رکھا گیا لیکن گورنر سے نہ ملنے دیا گیا۔

انھوں نے ۲ نومبر کو پیغام بھجوایا ہو تو کرنل مجید اور احسان علی اسی دن آ نہ سکتے تھے جب اس طرف وہ آئے ہو گئے تو حسن خان جنگوٹ میں تھا۔ گلگت میں ان کے سامنے لوگ کیسے پیش کیے گئے۔

اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ دونوں یکم نومبر ۱۹۴۷ کو شام ڈھلے گلگت میں داخل ہوئے اور انہیں حیدر کے بنگلے پر نظر بند رکھا گیا۔ پروفیسر دانی اپنی کتاب ہسٹری آف ناردرن ایریاز میں لکھتے ہیں۔

"In fact the brigadier was expecting Col Majeed even at this last moment and thus turn the table in his fovour . This information is if true suggest the Brigader delibratcly asked Majeed to come to Gilgit

and that Majeed coming to Gilgit was not a trick played by Col Hassan".

یکم نومبر 1947ء کے براؤن کے Message:

گورنر کی گرفتاری کے فوراً بعد صوبہ سرحد کے ذریعے حکومت پاکستان سے مدد کے لیے رابطہ کیا گیا۔ یہ سب سے اہم Message تھا۔ جو گورنر کی گرفتاری کے فوراً بعد صبح صبح مرسل کیا گیا تھا۔

میجر براؤن نے دوسرا Message ریاست کشمیر کے وزیر اعظم کو گورنر کی طرف سے ایک جعلی پیغام مرسل کیا۔ اس پیغام کا مقصد یہ تھا کہ حکومت ہند جب کسی جارحانہ کارروائی کا آغاز کرے تو سکاؤٹس لائینز کو بمباری سے بچایا جا سکے۔ اہم وائرلیس پیغام درج ذیل ہیں۔

"To : Premier of Kashmir State

From : Governor Gilgit

Situation here hopeless (.) entire population pro Pakistan (.) Am Therefore with drawing (.) miniorities safe refugee camp in scouts lines (.) Quite safe provided no offensive (.) Ghansara Singh"

چلاس سکاؤٹس کی جگلوٹ کی طرف پیش قدمی: انقلاب آزادیٔ گلگت میں چلاس سکاؤٹس کا کردار تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ چلاس سکاؤٹس نے جس سرعت اور جنگی حکمت عملی کے ساتھ بونجی کا گھیراؤ کیا، بونجی میں موجود سکھ اور ڈوگرہ فوج کے اوسان خطا کر دیے تھے۔ کرنل مجید، میجر احسان علی اور کیپٹن حسن خان بونجی سنٹر میں موجود نہ تھے۔ کیپٹن بلدیو سنگھ سینئر موسٹ ہونے کے ناطے اب بٹالین کا وہی کرتا دھرتا تھا۔ ان کے ساتھ کیپٹن محمد خان (جو سکاؤٹس سے ابھی حال ہی پوسٹ ہو کر آیا تھا)، لفٹنٹ رگھوناتھ، لفٹنٹ نادر علی بٹالین کے دیگر افسران تھے۔ چھٹی جموں وکشمیر انفنٹری ایک بڑی آزمائش سے دوچار ہونے والی تھی۔ بٹالین میں کسی کو نہیں معلوم تھا کہ ارد گرد کیا ہو رہا ہے ان کے رابطے چاروں طرف سے ٹوٹ چکے تھے۔

میجر براؤن کی جنگی منصوبہ بندی کے حوالے سے بونجی مرکز کو کچھ پتا نہیں تھا۔ کیپٹن متھی سن سکاؤٹس کی تین پلاٹونیں ساتھ لیے 31 اکتوبر اور یکم نومبر کے درمیانی شب کے وائیرلیس پیغام پر عمل کرتے ہوئے بونجی کی طرف رواں دواں ہوا۔ وہ اس نظر ثانی شدہ منصوبہ کے حکام کی تعمیل میں پیش قدمی کر رہا تھا جو براؤن نے اسے دیا تھا۔ اس نے صوبیدار شیر علی کو واضح احکام دیکر اذان فجر سے پہلے آگے روانہ کیا تھا۔ وہ رام گھاٹ پل، پرتاب پل اور جگلوٹ چوکی پر اپنا قبضہ جمائے۔ نیز دریائے سندھ میں موجود اس کشتی کو دشمن کے لیے نارسا بنا دے جو جگلوٹ اور بونجی کے درمیان آر پار کا ذریعہ تھی۔ کیپٹن متھی سن خود ایک گھنٹہ بعد صبح 5 بجے کے قریب جگلوٹ کے رخ روانہ ہوا۔ کیپٹن متھی سن کی نقل حرکت اس کے

براؤن کے نام درج ذیل وائیرلیس پیغام سے مترشح ہوتی ہے۔

"To : CS (Brown)

From : ACS (Mathison)

Everthing still going well (.) self taking gasht 30 rifles 0500 hrs, to hold raikote bridge and act as reserve for forward platoons (.) Must retain contact (.) mounted messengers arranged this end (.)

کیپٹن متھی سن نے چلاس سے روانگی سے پہلے راجہ اردلی اور چند دیگر اکابرین سے ملاقات کر کے ایک لشکر کی فوری تیاری کے لیے کہا تھا۔ چلاس داریل وتانگیر میں مجاہدین پہلے سے تیار بیٹھے تھے۔ یکم نومبر 1947ء کو دن ڈھلنے تک دو ہزار رضا کار چلاس میں جمع ہو گئے تھے۔ اور وہ کسی بھی طرف سے بلاوے پر چل پڑنے کے لیے کمر بستہ تھے۔ اس لشکر کا آوازہ بھی ساتھ ساتھ پھیل چکا تھا۔ راجہ شاہ رئیس خان صدر عبوری حکومت گلگت اپنے انٹرویو میں اسی لشکر کا ذکر کرتا ہے، جس کا ایک پیغام رساں 3 نومبر کی گلگت میں ان سے آملا تھا اور اسی لشکر کا تعاون پیش کیا تھا۔ راجہ شاہ رئیس خان نے بواپسی تشکر کے اظہار کے ساتھ لشکریوں کو تیار رہنے کے لیے کہا تھا،

اس سے بیشتر کہ چلاس سکاؤٹس کی سرگرمیوں کا ذکر کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کرنل حسن کے ان بیانات کا تذکرہ کیا جائے جو انھوں نے مختلف زمانوں میں دیے۔ مشتے از خروارے ان بیانات سے محققین بین السطور واضح فرق پائیں گے۔

کرنل حسن کی ابتدائی کہانی سید مبارک حسین عاجز نے اپنی کتاب "کہساروں کی زمین میں چند روز" میں لکھی ہے۔ شاہ صاحب 1947ء میں سردار محمد عالم پولیٹکل ایجنٹ کے ساتھ صوبہ سرحد سے اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے گلگت آئے تھے۔ انھوں نے کرنل حسن سے تفصیلی انٹرویو کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ "راقم کی درخواست پر کرنل صاحب نے انقلاب کی آپ بیتی داستان بیان کی۔ راقم نے بعد میں ان کی خود نوشتہ تحریر کے مطابق جو اردو ڈائجسٹ میں انھوں نے 1962ء میں چھپوائی تھی، ہر طرح سے تصدیق کر لی ہے۔ کرنل صاحب کی داستان ان ہی کی زبانی سنیے صفحہ 28۔

اس کے بعد شاہ صاحب کرنل حسن کی پوری کہانی "انقلاب گلگت کی کہانی کرنل حسن کی زبانی" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔ میں یہاں اس کہانی کا لب لباب جگلوٹ/بونجی کے متعلق پیش کر رہا ہوں۔ کرنل حسن کہتے ہیں کہ یکم نومبر کو گورنر کی طرف سے ایک حکم کرنل مجید اور میجر احسان علی کو فوراً گلگت پہنچنے کا بھجوایا۔ 2 نومبر کو جیسے ہی وہ مناور پہنچے انھیں حراست میں لیا گیا۔ اس سے اگلے دن چلاس سکاؤٹس کو حکم بھیجا کہ وہ آگے بڑھ کر جگلوٹ، رام گھاٹ پر سکھ ڈوگروں پر حملہ کر کے انھیں مغلوب کریں۔ کرنل حسن کہتے ہیں وہ خود 3 نومبر کی دوپہر کو سکاؤٹس اور پنجابی مسلمان فوجیوں کو لے کر تمام رات چلتے ہوئے بگلوٹ کے مقام پر پہنچا۔ پرتاب پل جل رہا تھا۔ اس چلاس سکاؤٹس نے گلگت کی طرف سکھوں کی پیش

قدمی کو دیکھتے ہوئے جلا ڈالا تھا۔ جگلوٹ میں گھمسان کا رن پڑا تھا۔ ہمارے سکاؤٹس نے صوبیدار سنت سنگھ اور اس کے پلاٹون کا یہاں صفایا کر دیا تھا۔ یہاں سے کہیں ایک سکھ بچ نکلا جس نے یہ لرزہ خیز کہانی بونجی میں اپنے ساتھیوں کو سنائی۔ وہاں سے ہماری پوزیشنوں پر گولہ باری ہوتی رہی لیکن وہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ جگلوٹ اور رام گھاٹ کی مکمل تباہی اور ہیڈکوارٹر میں موجود مسلمان افسروں کی مبالغہ آمیز باتوں کو سن کر دشمن وحشت زدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ہم جلدی جلدی دریا پار کر کے بونجی چھاؤنی میں داخل ہوئے۔ دشمن استور کی طرف بھاگ رہا تھا۔ میں نے ان کا راستہ روکا۔ دشمن کے کچھ لوگوں نے بونجی آکر اور کچھ نے استور میں سکاؤٹس کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ اس جنگ میں ہمارے ہاتھ اتنا اسلحہ آیا کہ جس کو لے کر ہم نے کئی ماہ تک ادھر ادھر دشمن کا مقابلہ کیا۔ صفحات 36 تا 37۔

کرنل حسن اپنی 1952ء کی یادداشت میں اس حوالے سے لکھتے ہیں۔ کہ مجھے لفٹنٹ نادر علی نے پیغام بھیجا تھا کہ ہیڈکوارٹر میں حالات تیزی سے خراب ہو رہے ہیں۔ وہ یہ خطرہ محسوس کر رہے تھے کہ گلگت کے حالات کی خبر پا کر سکھ اور ڈوگرے ان پر حملہ نہ کر دیں۔ لہٰذا مجھے 2 نومبر کی رات تک بونجی پہنچنا ضروری تھا۔ میں گلگت سے سکاؤٹس اور پنجابی مسلمانوں کی ایک کمپنی کو لے کر بونجی کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ میرے ساتھ دوست محمد، شاہ خان، شاہ سلطان، جان عالم، صفی اللہ بیگ وغیرہ تھے۔ اس سے پہلے چلاس سکاؤٹس کو جگلوٹ اور رام گھاٹ پر حملہ کا حکم دیا تھا۔ جگلوٹ چوکی میں جمعیت سنگھ نامی ایک ڈوگرہ افسر ماتحت سکھوں کا ایک دستہ متعین تھا۔ میرے احکام کا مقصد یہ تھا کہ بونجی چھاؤنی ہر طرف سے گھیرا جائے اور دشمن کو بھاگ کر استور پہنچنے نہ دیا جائے تاکہ استور فوجی ساز و سامان کے ذخائر کو بچایا جا سکے۔

ہم تیزی سے مارچ کرتے ہوئے رات 12 بجے کے قریب 27 میل جنوب کی طرف پرتاب پل پہنچے۔ پل جل رہا تھا۔ ہم صبح پو پھٹنے کے ساتھ جگلوٹ پہنچے۔ چوکی کے احاطے میں لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ سکھ اور ڈوگروں کے ساتھ چلاس سکاؤٹس کے ایک جوان کی لاش بھی کسمپرسی کے عالم میں پڑی تھی۔ ہم نے اسے دفنا دیا۔ دشمنوں کی لاشوں پر بھی مٹی ڈال کر انھیں چھپا دیا گیا۔ یہ 3 نومبر کا واقعہ ہے۔ تصویر کے دوسرے رخ کے تحت کرنل حسن پھر لکھتے ہیں کہ چلاس سکاؤٹس نے حکم پاتے ہی صوبیدار شیر علی کی رہبری میں اس طرف پیش قدمی کی اور اس چوکی کا صفایا کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں بونجی چھاؤنی کی طرف سے مارٹر کے گولے یہاں فائر کیے گئے اور اس سے بچنے کے لیے سکاؤٹس اوپر کی طرف چلے گئے تھے۔ جگلوٹ چوکی پر حملے کے بعد سکاؤٹس نے پرتاب پل پر حملہ کیا اور یہ حملہ اتنا شدید تھا کہ سکھ اپنے ہتھیار پھینک پھینک کر دریائے سندھ میں کود ے اور وہیں ڈوب مرے۔ تاہم پل جلانا اور کشتی ڈبونا ہمارے مفاد میں نہ تھا۔ اور ہم 2 نومبر کی رات کی بونجی پر بروقت حملہ نہ کر سکے۔ پل کو نائیک نقیب اللہ نے جلا دیا تھا۔ تاکہ کوئی کمک چھاؤنی سے دشمن کو دریا کے شمال کی طرف نہ پہنچ سکے۔

دریا پار سکھ اور مسلمان ایک دوسرے پر حملہ کے لیے تیار تھے۔ میں نے دریا کے نزدیک ترین مقام سے دیکھا کہ لفٹنٹ نادر علی اور اس کے سپاہیوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ نچلی چھاؤنی کی طرف کر دیا ہے۔ نچلے کیمپ سے سکھوں نے

مارٹر توپوں کا منہ نادر علی کے سپاہیوں کی طرف کر رکھا تھا۔ کیپٹن بلد یو سنگھ سراسیمہ گھوم رہا تھا غالباً دشمن نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ ان حالات کا جائزہ لے کر میں واپس آیا۔ اس دن ہم نے چکر کوٹ نالے میں آرام کیا۔ کچھ جھالے (Rafts) تیار کروائے۔ اس دوران کچھ ڈوگرہ سکھ سپاہی اپنے عقب کو محفوظ کرنے کے لیے رام گھاٹ بھیجے گئے تھے۔ میرے حکم پر لفٹنٹ جان عالم جگلوٹ سے وہاں پہنچ گیا تھا۔ وہاں پر چلاس سکاؤٹس کا جمعدار ولی محمد اور محمد قاسم بھی ان سے آ ملے تھے۔ انھوں نے معمولی جھڑپ کے بعد دشمن کو بھگا دیا اور پل کو نذرِ آتش کیا تا کہ دشمن استور اور سری نگر کی طرف نہ بھاگ سکے۔

دشمن نے رات گئے ہماری شرط پر ہتھیار ڈالنا مان لیا تھا اور وہ رات بھر اس کا سگنل دیتے رہے لیکن ہمارے پاس واپسی سگنل کا کوئی ذریعہ نہ تھا لہٰذا ہمارا اور ان کے درمیان کوئی رابطہ نہ ہو سکا۔ تاہم ہماری خاموشی سے ان کا خوف لحظہ بہ لحظہ بڑھتا گیا۔ ان کے پاس کافی گولہ بارود و اسلحہ موجود تھا۔ اگر وہ ایک یا دو دن بھر ڈٹ جاتے تو ہم لاچار ہو کر واپس ہونے پر مجبور ہو جاتے۔ ہم نے رات ٹھنڈ میں گزاری۔ صبح 4 نومبر کو دعائیں پڑھتے ہوئے ہم دریا کی طرف بڑھتے گئے۔ صبح صادق کی روشنی پھیل رہی تھی۔ اچانک چھاؤنی کی طرف سے نعرہ حیدری کی صدا بلند ہوئی۔ ہم تیزی سے جھالوں میں دریا پار کر رہے تھے۔ کہ ہمیں یہ خوش خبری ملی کہ دشمن سراسیمہ ہو کر پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلا ہے۔ کیپٹن محمد خان، لفٹنٹ نادر علی اور دیگر افسر ہمارے استقبال کے لیے چشم براہ تھے۔ ہم نعروں کی گونج میں دشمن کی قلعہ بندیوں میں داخل ہو رہے تھے۔ میں نے فوراً صوبیدار شاہ سلطان کو دو سکاؤٹ پلاٹون دیکر استور پر قبضہ کے لیے روانہ کیا۔ اور ساتھ ساتھ لفٹنٹ جان عالم کو بھی استور کی طرف پیش قدمی کی ہدایت کر دی۔ یہ دونوں افسر اور ان کے سپاہی چلاس سے 70 میل کا فاصلہ طے کر کے یہاں پہنچے تھے اور اب انھیں 40 میل اور استور کی طرف چلنا تھا۔ گلگت میں بونجی کی فتح کی خبر پہنچی تو وہاں مسلم لیگ کے سبز پرچم کا جلوس نکال کر خوشیاں منائی گئیں۔

5 نومبر 1947ء کو کیپٹن محمد خان کو استور روانہ کیا گیا تا کہ وہ بھاگتے دشمن سے پہلے استور پہنچ کر علاقہ پر اپنا قبضہ جمائے ادھر دشمن پہاڑ کے راستے آگے بڑھ رہا تھا۔ میں نے ان کا پیچھا شروع کیا کیوں کہ مجھے ڈر تھا وہ دیہاتیوں کا قتل و عام نہ کرے۔ لیکن دشمن پہاڑوں میں چھپ گیا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ بارش شروع ہوئی اور برف پڑنے لگی۔ یوں دشمن کے تمام راستے مسدود ہو گئے اور ہمارے سپاہی دشمن سے پہلے استور پہنچ گئے۔ ہمارے ایڈوانس دستے کی طرف سے مزید کمک کی درخواست مجھے ملی۔ میں خود مزید کچھ دستے لیکر استور پہنچ گیا۔ شاہ خان کا دستہ میرے ساتھ تھا۔ رام گھاٹ سے چلاس سکاؤٹس بھی ہمارے ساتھ ہوئے۔ لفٹنٹ غلام مرتضیٰ اور کیپٹن سعید بھی مسگر (ہنزہ) سے تیز تیز چلتے ہوئے یہاں ہم سے آ ملے تھے وہ اپنے ساتھ کرنل مجید کو بھی ساتھ لائے تھے۔ استور کے عوام نے یہاں ہمارا پر جوش خیر مقدم کیا۔ استور کا افسر مال میرپور کا رہنے والا تھا لیکن اس کی وفاداریاں کشمیر سے وابستہ تھیں۔ وہ خزانہ کشمیر منتقل کر کے رفو چکر ہونے والا تھا۔ ہم نے اسے جا لیا۔ میں نے ایک مقامی افسر کو یہاں ریونیو اسسٹنٹ مقرر کیا۔

مفرور سکھ اور ڈوگرے کچھ دن پہاڑوں میں رہے۔ بہتوں نے بھاگنے کی کوشش کی، بہت سے مارے گئے۔ کچھ نے

آخر بے بسی میں اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ دس دنوں کے اندر یہ کاروائی مکمل ہوئی۔ نصف سے زیادہ دشمن کے سپاہی مارے جا چکے تھے۔ چار سو سے زیادہ دشمن کے سپاہیوں کو قیدی بنا لیا گیا۔ صفحات 45 تا 56۔

کرنل حسن ڈگری کالج گلگت کے میگزین سدیارہ (بلورستان نمبر) 1982ء میں جنگ آزادی کی کہانی میں ان واقعات کو کس انداز میں پیش کرتے ہیں اور ان کا خلاصہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ کرنل حسن کہتے ہیں کہ ہماری خفیہ تنظیم کے کچھ لوگ اب بھی براؤن کے ساتھ تھے۔ ہمارے ارادوں کو اٹل پا کر ہماری پیش قدمی کا اعزاز چھیننے کے لیے چلاس سکاؤٹس کو 27 اکتوبر ہی کو جگلوٹ اور بونجی کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا جا چکا تھا۔ 2 نومبر کو عبوری حکومت کی تشکیل اور کرنل مجید کے گرفتاری کے بعد میں نے بونجی کی طرف پیش قدمی شروع کی۔ یکم نومبر کو آفیسرز میس کی میٹنگ میں، میں نے بونجی پر اپنے حملے کا ذکر کیا تھا لیکن میرے ساتھیوں نے یہ نہیں بتایا کہ انھوں نے 27 اکتوبر کو ہی چلاس سکاؤٹس کو پرتاب پل، رام گھاٹ جلانے، جگلوٹ چوکی پر قبضہ کر کے بونجی کو منقطع کرنے کے لیے یہ احکام دیے ہیں۔ 31 اکتوبر کی شب کو نائب صوبیدار تیغون شاہ کو میری کمپنی پر فائیر کرنے کے لیے حکم دیا گیا تھا۔

کرنل حسن خان کہتے ہیں کہ میں 2 نومبر رات بارہ بجے اپنی کمپنی اور سکاؤٹوں کی چار پلاٹونوں کو لیکر پرتاب پل پہنچا۔ وہ نذر آتش تھا۔ میں 2 نومبر کو بونجی پر حملہ کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے میں نے کیپٹن محمد خان اور لفٹنٹ نادر علی کو پیغام پہنچایا تھا۔ جگلوٹ پہنچا اور دریا پار جانا چاہتا تھا تو پتا چلا کشتی ڈبو دی گئی ہے۔ رام گھاٹ کی طرف سے بونجی بڑھنا چاہ رہا تھا۔ 3 نومبر کی صبح اسے بھی دھوئیں کے بادلوں میں گم دیکھا۔ 5 نومبر کی صبح ہم نے کیپٹن محمد خان اور دشمن کے سپاہیوں کو بقول حسن دست گریباں ہونے کے عالم میں پایا۔ کیپٹن محمد خان لشکریوں کے حملے سنا کر دشمن کو خوف زدہ کرتے رہے تھے۔ دشمن کچھ لو اور کچھ دو کے لیے تیار ہوا۔ اس وقت ہمارے جوان تیزی سے دریا پار کرنے لگے۔ ہمیں دیکھ کر چھاؤنی میں موجود مسلمان سپاہیوں نے اللہ اکبر اور یا علی کے نعرے بلند کیے جس کے باعث دشمن عقبی پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلا اور ہم چھاؤنی پر قابض ہو گئے۔ بہت اسلحہ بارود ہمارے ہاتھ آیا۔ گلگت میں خوشی منائی گئی۔ دونوں نظر بند انگریزوں کے ہاتھ میں پاکستان کا پرچم تھا اور ایک بڑا جلوس بازار سے گزرا۔ شام کو وہ مجھے مبارکباد دینے بونجی آئے۔ یہ دونوں انگریز بھی ساتھ تھے۔ 6 نومبر کی صبح یہ لوگ گلگت واپس چلے گئے۔

میں نے کیپٹن محمد خان کو دو کمپنیاں دے کر استور پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا۔ وہ براہ راست بڑھنے کی بجائے دشکن کی طرف سے چلا۔ اس نے ساتھ ساتھ کمک کی بھی درخواست کی۔ میں خود بچی کھچی نفری کو لے کر استور کی طرف بڑھا۔ گوری کوٹ پہنچتے پہنچتے دشمن کا آخری سپاہی تک گرفتار ہو چکا تھا۔ مجھے اطلاع ملی کہ گریز میں گلگت کے لوگوں کا تجارتی مال پڑا ہے۔ میں نے صوبیدار غلام مرتضی کی یہ ذمہ داری ڈال دی کہ وہ فوراً روانہ ہو کر اس مال کو گلگت لانے کا اہتمام کرے۔ چنانچہ وہ مال بہ حفاظت گلگت لانے میں کامیاب ہوا۔

ہفتہ روزہ بے باک 1973ء میں بشیر حسین جعفری اس کہانی کو بہ روایت کرنل مرزا حسن خان یوں بیان کرتے

ہیں کہ 3 نومبر کو اپنی کمپنی اور ہنزہ اور گلگت سکاؤٹس کے جوانوں کو لے کر بونجی چھاؤنی پر قبضہ کے لیے روانہ ہوا۔ اسی روز وائیرلیس پر چلاس سکاؤٹس کو پیغام بھجوایا کہ وہ فوراً بونجی کی طرف پیش قدمی کر کے رام گھاٹ پل پر قبضہ کریں۔ 3 نومبر کو رات بارہ بجے کے قریب پرتاب پل پہنچا، تو یہ جل رہا تھا اور فائیرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ میں حیران تھا کہ فائیرنگ کون کر رہا ہے اور پل کس نے جلایا۔ بہرحال نماز فجر کے قریب میں جگلوٹ پہنچا۔ وہاں سکھوں کی دو کمپنیاں صوبیدار سنت سنگھ کی کمان میں مورچے سنبھالے ہوئی تھی۔ میں نے چلاس سکاؤٹس کے صوبیدار شیر علی کو ان سکھوں کے خلاف کارروائی کا حکم دیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ ہمارے جوان بھوکے شیروں کی طرح ان پر پل پڑے ہم نے مورچے پر قبضہ کیا۔ ہمارے دو جوان شہید ہوئے۔ دس بارہ زخمی ہوئے۔ دشمن کے چالیس فوجی مارے گئے 4 نومبر ہم نے جگلوٹ نالے میں بسر کی۔

اگلے دن ہم بونجی کی طرف بڑھے۔ وہاں پر ہمارے مسلمان سپاہی جو 80 کے قریب تھے اور وہ ہماری خفیہ تنظیم سے متعلق تھے۔ سکھوں کے مقابلے میں پہلے سے مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔ مسلمان افسروں میں کیپٹن محمد خان، لفٹنٹ نادر خان، لفٹنٹ بوستان اور لفٹنٹ محمد علی شامل تھے۔ میں جب صوبیدار شاہ خان (موجودہ ونگ کمانڈر) صوبیدار صفی اللہ بیگ، صوبیدار جان عالم کے ساتھ شمالی کنارے پر پہنچا اور یہاں مارٹر اور برین گنیں نصب کرادیں تاکہ دشمن کے حملے کی صورت میں دفاع کیا جاسکے۔ جب ہم نے دریا عبور کیا تو ست سری اکال، نعرہ حیدری کی آوازیں آ رہی تھی۔ اگر بونجی کے مسلمان سپاہی، ان سکھوں اور ڈوگروں کو مصروف نہ رکھتے تو ہمیں دریا پار کرنا مشکل تھا۔ جب ہم بونجی پہنچے تو دشمن پس پا ہو رہا تھا۔ دشمن جنوب کی طرف کوارنگ فائیر دیتا ہوا پہاڑوں کی طرف بھاگ رہا تھا۔ جب اس چھاؤنی کی فتح کی خبر پھیلی تو قرب و جوار کے اور بیرک بھی خالی ہوتے گئے۔

فتح کی خوشی میں مبارکباد دینے گلگت سے بابر کے ساتھ براؤن اور متھی سن بھی آئے تھے۔ ان انگریزوں کو میں نظر بند کر چکا تھا۔ جنھوں نے شیعہ سنی تفریقہ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ ان کو شاہ خان اور حیدر رہا کرا کر اپنے ساتھ لائے تھے۔

6 نومبر کو میں اور شاہ خان نے دشمن کا تعاقب کیا۔ ایک موقع پر دشمن نے ہمیں مشین گن کا برسٹ مارا لیکن اس میں ہم بال بال بچے۔ ہماری مارٹر سیکشن نے اسی مشین گن کو اڑا دیا تھا۔ ڈشکن کے مقام پر کیپٹن محمد خان کی پیش قدمی سست ہوگئی تھی۔ میں شاہ خان کو لے کر کیپٹن محمد خان کی مدد کو پہنچ گیا۔ دوسرے روز دشمن پر ہم نے حملہ کر دیا۔ ہمارے پاس اسلحہ بارود کی کمی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ہمارا پلہ بھاری رہا اور دشمن بھاگ نکلا اور بالآخر ہتھیار ڈال دیے۔ یہاں دشمن کے ساڑھے چار سو سپاہی مارے گئے۔ ڈشکن کے مقام پر دشمن کو ذلت آمیز شکست ملی تھی۔ صوبیدار صفی اللہ بیگ نے استور قلعہ پر قبضہ کیا۔ یہاں پر نائب صوبیدار محمد ایوب اور لفٹنٹ زاعفر نے بڑی جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ وادی گریز میں گلگت کے تاجروں کا بڑا مال پڑا تھا۔ اس کے علاوہ یہاں کشمیر سے بونجی چھاؤنی کی طرف بھیجا گیا، اسلحہ بارود اور راشن بھی موجود تھا۔ میں نے نائب صوبیدار غلام مرتضیٰ کو اس طرف روانہ کیا۔ صاحب موصوف، چودہ ہزار فٹ بلندیوں کو عبور کر کے گریز پہنچا اور دشمن پر شب و خون مارا۔ یہاں دشمن 47 لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ مجاہدین یہ ساز و سامان لیکر سرخ رو واپس آئے۔ صفحہ 19 تا 22۔

یہاں کرنل حسن کی کتاب "شمشیر سے زنجیر تک" سے بونجی، جگلوٹ اور چلاس سکاؤٹس سے وابستہ ایک اور کہانی کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب کرنل صاحب کی وفات کے بعد ان کے لڑکوں نے چھپوائی ہے۔

کرنل حسن کہتے ہیں کہ یکم نومبر کو جب میں آفیسرز میس میں اپنے دانا ساتھیوں سے ملا تو براؤن سے کہا تھا کہ وہ چلاس سکاؤٹس کو حکم بھیج دیں کہ وہ آگے بڑھ کر جگلوٹ اور رام گھاٹ اور پرتاب پلوں پر قبضہ جمائیں۔ براؤن نے مجھے یہ کہہ کر حیران کر دیا تھا کہ "Great men think alike" وہ یہ پیغام پہلے ہی پاس کر چکے ہیں۔ انھوں نے ایسا پیغام 27 اکتوبر کو ہی وہاں موجود تین پلاٹونوں کو بھیجا تھا۔ براؤن کا مقصد یہ تھا کہ گلگت اور بونجی کو منقطع کیا جائے۔

بونجی کے مسلمان فوجی سکھوں کے رحم وکرم پر ہوں۔ سکاؤٹس میری مدد کو بونجی نہ پہنچ سکیں۔ وہ خود گلگت میں گورنر کو گرفتار کر کے علاقے کو تھالی میں ڈال کر پاکستان کو پیش کر کے داد حاصل کرے۔ یہ ایک غیر حقیقی بات ہوتی کیونکہ گلگت اور اس سے متعلقہ تمام علاقے کشمیر کا باقاعدہ حصہ ہیں۔

جگلوٹ پوسٹ پر ایک سکھ پلاٹون تعینات تھی۔ بونجی سے اس کا رابطہ ایک کشتی کے ذریعے تھا۔ میں 2 نومبر کی سہ پہر پانچ بجے گلگت سکاؤٹس کی پانچ پلاٹونیں اور اپنی رائفل کمپنی کو لیکر بونجی کی طرف بڑھا۔ لوگ سڑک پر دورویہ کھڑے تھے۔ رخصت کرنے آئے تھے۔ دراصل وہ فوجی بینڈ کی دھنیں سننے آئے تھے۔ میرے ساتھ صفی اللہ بیگ، شاہ سلطان، سلطان ایوب، جان عالم، نادل شاہ، تیغون شاہ، مرزا محمود، قاسم علی رحمت علی، بل جاجی اور محمد دلی جے سی اوز تھے۔ ان کے علاوہ میری کمپنی کے صوبیدار دوست محمد امین راٹھور اور صوبیدار محمد علی تھے۔ ہم رات کو پل پار کر کے بونجی پر قبضہ جمانا چاہتے تھے۔ جس کے لیے لفٹننٹ نادر علی کو پیغام بھجوا دیا گیا تھا۔ رات بارہ بجے کے قریب پرتاب پل پہنچے۔ یہ جل رہا تھا۔ یہ کیا جل رہا تھا ہمارا دل جل رہا تھا۔ ادھر نادر علی اور مسلمان سپاہ ہمارے منتظر ادھر ہمارا راستہ مسدود۔ یہ انگریز کا عجیب وار تھا۔ ناچار ہمیں جگلوٹ کی طرف پیش قدمی کرنی پڑی 3 نومبر کو اذان عصر کے ساتھ ہم جگلوٹ پہنچے۔ یہاں چوکی کا صفایا ہو چکا تھا، صوبیدار سنیت سنگھ کی لاش بیرک کے دہلیز پر پڑی اس بات کا اشارہ دے رہی تھی۔ کہ یہاں چارطرف موت و رقصاں رہی ہے۔ یہ چلاس سکاؤٹس کی کاروائی تھی۔ بات یہ ہوئی گلگت سے پیغام ملنے کے بعد چلاس سکاؤٹس کیپٹن متھی سن کی کمانڈ میں آگے بڑھی۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر رائے کوٹ سے 12 میل اس طرف تھلیچی کے مقام پر قائم کیا۔ ان پلاٹونوں کے سرداران محمد ولی، بل جاجی نادل شاہ اور تیغون شاہ تھے۔ صوبیدار شیر علی ان آگے بڑھنے والے پلاٹونوں کا کمانڈر تھا۔ سکاؤٹوں کے دستے رات کو یہاں پہنچے اور ایسا شب وخون مارا کہ کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں دیا۔ اور سب کو تہ تیغ کیا۔ ایک سکھ کہیں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوا اور دریا تیر کر پار کیا اور چوکی کی تباہ حالی کی کہانی ساتھیوں کو سنائی۔ بونجی چھاؤنی سے "3 مارٹر کی گولہ باری جگلوٹ چوکی پر ہوئی تھی جس کے باعث سکاؤٹس اوپر کی طرف چلے گئے تھے۔ صوبیدار شیر علی انگریز پرست تھا۔ یہاں ایک ہنزہ کا سکاؤٹ بھی شہید ہو چکا تھا۔ جگلوٹ چوکی کے حملے میں بل جاجی کی 4 پلاٹون، محمد ولی کی 6 پلاٹون، تیغون شاہ کی 7 پلاٹون اور نادل شاہ کی 10 پلاٹون نے حصہ لیا تھا اور نائیک نقیب اللہ نے پل کو نذر آتش کیا تھا۔

پل جلانے کے احکام کیپٹن متھی سن نے دیے تھے۔ اس کام کے لیے فیض امان اور تیغون شاہ کو مٹی کا تیل ساتھ لے جانے کے لیے کہا گیا تھا۔ میں نے نقیب اللہ کو پل جلانے کی خاطر اسے اپنا اردلی بنا کر وادوی۔ میرے ساتھی سازش کا شکار ہو کر میری اور براؤن کی کشتی میں سوار اپنا اپنا ساحل تلاش کر رہے تھے۔

3 نومبر کو راستے ٹٹولتے ٹٹولتے گزرا۔ 4 نومبر کو اپنے اور غیروں کی لاشیں زمین کے حوالہ کر کے چار طرف دیکھا۔ 4 نومبر کو رام گھاٹ پل بھی دھواں دھواں نظر آیا۔ گویا اس طرف سے بھی ہمارا راستہ بند ہو چکا تھا۔ 5 نومبر کی صبح چھاؤنی سے ست سری کال اور نعرہ تکبیر کی ملی جلی آوازیں آ رہی تھیں۔ دوربین سے دیکھا تو مسلمان اور ڈوگرے باہم دست گریباں ہوا چاہتے تھے۔ ہم ان کو دکھائی دے رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا مسلمان ہمیں مدد کے لیے پکار رہے ہیں۔ ہم اس جھالہ میں بیٹھے جو رات بھر کی محنت سے تیار کیا گیا تھا۔ میرے ساتھ شاہ خان، شاہ سلطان اور کچھ فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ باقی نفری مشین گن لگائے سکھ مورچوں پر حملے کے لیے تیار بیٹھی تھی۔ ہم دریا پار جا رہے تھے اور دشمن جنوب کے عقبی پہاڑوں کی طرف رفو چکر ہو رہا تھا۔ کیپٹن محمد خان، لفٹنٹ نادر علی، حسام الدین اور بوستان نے ہمارا استقبال کیا۔ سکھوں کو پراگندہ کرنے میں محمد خان کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس نے سکھوں کو گلگتی قبائلیوں اور ہماری طرف سے بڑے حملے کا شوشہ چھوڑ کر حیران و پریشان کر دیا تھا۔ نیز محمد خان نے گلگتی قبائلیوں کو مردم خور قرار دیکر دشمن کے حوصلے اور پست کر دیے تھے۔ دراصل میں نے ان کا کمانڈنگ افسر چھین کر انھیں بے برگ و نوا کیا تھا۔ بونجی میں ہمیں اسلحہ بارود، ایمونیشن، راشن، جنگی گھوڑے اور خچر سب کچھ ملا جو آنے والے دنوں میں ہمارے بڑے کام آیا۔

5 نومبر کو گلگت سے میرے ساتھی بونجی کی فتح کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ ان کے ساتھ ساتھ دونوں انگریز براؤن اور متھی سن بھی تھے۔ جنکو میں نے گلگت میں نظر بند کیا تھا۔ 7 نومبر کو کیپٹن محمد خان کو استور بھیجا تا کہ وہ سکھوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے استور پر قبضہ کرے۔ وہ دشمن کی طرف سے استور کی طرف بڑھ رہا تھا اور ساتھ ساتھ کمک کا بھی متلاشی تھا۔ میں خود ایک بڑا قافلہ لے کر مدد کے لیے استور روانہ ہوا۔ استور پہنچتے پہنچتے دشمن بھی برف، بھوک اور بے تحاشہ نشیب و فراز کی وجہ سے نڈھال ہو کر ہمارے جھولیوں میں آ گرا۔ کیپٹن بلدیو سنگھ اور اس کی کمپنی کو کھانا کھلانے کے لیے بیرکوں میں بھیجا۔ شاہ سلطان کو ایک اور سکھ پلاٹون کے تعاقب میں گوری کوٹ روانہ کیا۔ اس نے وہاں اس پلاٹون کو زیر کیا۔

جان عالم کو جو فوج سے استعفیٰ کے بعد دوبارہ سکاؤٹس جوائن کیا تھا اسے اس شخص کے پیچھے چلم روانہ کیا جو مہاراجہ کو انقلاب کی خبر دینے کشمیر جا رہا تھا۔ یہ شخص حاجی نائب خان مقپون تھا)

9 نومبر کو ہم استور پہنچے۔ ریاستی عمال خزانہ سری نگر روانہ کرنے والے تھے۔ ہم آڑے آئے۔ یہاں کچھ انتظامی معاملات نپٹائے۔ محمد اسماعیل کو نائب تحصیلدار، عبدالحمید کو سب انسپکٹر بنا دیا گیا۔

اس دوران پتا چلا وادی گریز میں گلگت اور چلاس کے دکانداروں کا بے شمار مال اسباب سری نگر سے آیا پڑا ہے۔ میں نے غلام مرتضیٰ کو سکاؤٹس دستہ کے ساتھ اس مال کو بہ حفاظت استور لانے کے لیے مقرر کیا۔ ماسٹر عبدالغنی نے اس

رستے کی بڑی رہنمائی کی۔ یہ مال استور لایا گیا۔ صفحات 134 تا 148۔

کرنل حسن "بونجی پر یلغار" کے عنوان سے اردو ڈائجسٹ جون 1983ء میں ایک اور کہانی لکھتے ہیں اس کا بھی مطالعہ کیا جائے۔ " کرنل حسن کہتے ہیں کہ یکم نومبر 1947ء کو آفیسرز میس کی میٹنگ میں براؤن سے کہا کہ وہ فوراً چلاس سکاؤٹس کو حکم بھیجیں کہ وہ بونجی حملے میں میرے ساتھ دینے کے لیے بونجی کی طرف پیش قدمی کریں۔ اس نے مجھے یہ کہہ کر حیران کردیا کہ "Greatmen think a like"۔ 2 نومبر کی سہ پہر کو میں چار سکاؤٹس پلاٹونوں اور اپنی رائفل کمپنی کو لے کر بونجی کی طرف روانہ ہوا۔ میرے ساتھ صوبیدار صفی اللہ بیگ شاہ سلطان اور سلطان ایوب بھی تھے۔ ہم پڑی میں کچھ دیر ستانے کے لیے رکے۔ ہم آدھی رات کے قریب پرتاب پل پہنچے جو جل رہا تھا۔ بونجی پہنچنے کے لیے ہمارا راستہ مسدود ہو چکا تھا۔ کرنل صاحب یہاں ایک نئی بات کہتے نظر آتے ہیں کہ ان کے اپنے الفاظ میں " چند جلد بازوں کے ساتھ مرحوم پل پر ناحق گولیاں برسائیں جیسے ہمارے اندر قبائلی روح حلول کر آئی ہو لیکن ادھر سے کوئی ردعمل نہیں ہوا"۔ کتاب شمشیر سے زنجیر تک میں کرنل صاحب اپنے بات کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ان کے الفاظ میں "میرے ساتھ کچھ من چلوں نے دشمن کا ردعمل دیکھنے کے لیے پل پار گولیاں چلائیں لیکن ردعمل کچھ بھی نہ تھا"۔

اردو ڈائجسٹ کی کہانی آگے بڑھاتے ہوئے کہتے ہیں "اذان سحر کے قریب جگلوٹ پہنچے۔ جگلوٹ چوکی کا صفایا ہو چکا تھا۔ اردگرد لاشیں ہی لاشیں بکھری سی پڑی تھیں۔ دراصل ہوا یوں کہ کپتان متھی سن چلاس سکاؤٹس کی پانچ پلاٹونیں لے کر چلاس سے نکلا تھا۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر رائے کوٹ پل کے قریب قائم کیا۔ اس نے جان عالم کو ایک پلاٹون کے ساتھ رام گھاٹ پل اور صوبیدار شیر علی کو چار پلاٹونوں کے ساتھ جگلوٹ چوکی پر قبضہ کے لیے بھیج دیا۔ چاروں پلاٹونوں نے رات دس بجے جگلوٹ چوکی کو گھیر کر سکھوں اور ڈوگروں کے لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ یہاں سے صرف ایک سکھ بچ نکلا جس نے چوکی کی تباہی کی خبر بونجی چھاؤنی پہنچا دی۔ بونجی سے رات کو جگلوٹ پر "3 مارٹر اور مشین گن کی خاصی دیر تک فائیرنگ ہوتی رہی۔ اس لیے سکاؤٹس کی پلاٹونیں عقب میں اوٹ میں چلی گئیں تھیں۔ ہم نے اپنوں اور غیروں کی لاشوں کو دفنا دیا۔ واحد کشتی بھی ڈبو دی گئی تھی دریا پار جانے کا یہ ذریعہ بھی نہیں رہا تھا۔ تین نومبر کی رات ٹھنڈی ریت میں لیٹ کر گزاری۔ 4 نومبر کو رام گھاٹ کے پل کو بھی شعلوں کی نظر ہوتے دیکھا۔ نادان دوستوں نے پل جلا کر اور کشتی ڈبو کر بونجی تک ہماری رسائی روک دی تھی۔ میجر براؤن کے اشارے پر کیپٹن متھی سن نے نائب صوبیدار تیغون کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ 31 اکتوبر کی رات کو جگلوٹ پہنچ کر راقم کی کمپنی کے بالمقابل ہو کر فائیر کرتا رہے چنانچہ تیغون میری کمپنی کے ہیروں پر فائیرنگ کراتے رہے جبکہ اس وقت ہم گلگت کے راستے پر تھے۔

5 نومبر کی صبح بونجی کی طرف سے نعرہ تکبیر اور نعرہ حیدری کی کی آوازیں اور ست سری اکال فضا میں گونج رہی تھیں۔ لفٹننٹ نادر علی کچھ نفری لے کر ایک ٹیکری پر متعین دشمن پر جھپٹنے کے لیے تیار دکھائی دے رہا تھا۔ ادھر کیپٹن محمد خان کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کے مسلمان سپاہی مورچوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھنے کے بعد دشمن پر ہیبت طاری ہوگئی تھی۔

کیپٹن سعید درانی انقلاب کی خبر پا کر گلگت آ گئے تھے۔انھوں نے ایک پیغام گورنر کی طرف سے کیپٹن بلدیو سنگھ کو بونجی بھجوایا کہ باغیوں سے صلح کر لی جائے۔کیپٹن محمد خان اپنا رول بھی بھرپور ادا کر رہا تھا۔وہ سکھوں کو سمجھا رہا تھا کچھ اسلحہ، راشن، ایمونیشن لے کر جنوب کی طرف نکل جائیں۔لیکن دشمن محمد خان کی باتوں پر توجہ نہیں دے رہا تھا۔ہم نے دوربین سے دیکھا۔ محمد خان گھیرے پریشان حال تھا۔ہم نے آؤ نہ دیکھا تاؤ، جھالہ دریا میں ڈالا آناً فاناً دریا پار پہنچے تو دشمن ست سری اکال کہتا ۔ بھاگ نکلا۔ہم نے خاصی دور تک دشمن کا پیچھا کیا اور شام ہوتے ہوتے واپس ہوئے۔بونجی کی فتح سے خاصا اسلحہ بارود، ایمونیشن، راشن اور دیگر وسائل ہمارے ہاتھ آئے۔مجھے گلگت سے گیارہ لاکھ روپے، ایک لاکھ بونجی سے اور 62 ہزار روپے استور سے حاصل ہوئے۔حیدر اور بابر نے میری غیر حاضری میں دونوں انگریز فوجی آفسروں کو رہا کر لیا تھا اور وہ پھر مجھے مبارکباد دینے بونجی آئے۔تعاقب کے دوران کچھ سکھوں نے ہم دونوں کو (شاہ خان) نشانہ باندھا۔میں نے گولی داغنے پر پہل کی۔ایک کافر آگے کو لڑھک گیا اور باقیوں نے ہاتھ اٹھا لیے۔

7 نومبر کو میں نے کیپٹن محمد خان کو دو رائفل کمپنیوں کے ساتھ استور روانہ کیا تا کہ وہ دشمن کے وہاں پہنچنے سے پہلے استور کے فوجی مرکز پر قبضہ کرے ہمارے اس مجاہد نے دشکن پہنچ کر کمک کی طلب کی۔ہم باقی ماندہ افسروں اور جوانوں کے ہمراہ استور کی طرف بڑھے۔ہرچو کے مقام پر سکھوں/ڈوگروں کی ایک ٹولی کو دریا عبور کرتے ہوئے پکڑ لیا گیا۔ہرچو سے آگے جگہ جگہ دشمن کی چھوٹی بڑی متعدد ٹولیاں ہمارے قابو میں آتی گئیں۔استور میں ریاستی عمال راجہ نور علی، افسر مال اور کچھ اہل کاروں نے ہمارا سواگت کیا۔استور کے سامنے دریا پار کرتے ہوئے کیپٹن بلدیو سنگھ، لفٹنٹ سکھ دیو سنگھ اور ان کے قافلے کے کچھ سپاہی صوبیدار جان عالم کے ہاتھ آئے۔یہاں ہمیں پتا چلا کہ ایک صاحب خاندانی وفادار جن پر پیرانہ سالی میں جاگیر پانے کا بھوت سوار تھا۔

کشمیر نکلنے کی تگ و دو کر رہا تھا تا کہ یہاں کے حالات کی تفصیلی خبر مہاراجہ کے کانوں میں ڈالے۔میں نے صوبیدار شاہ سلطان اور سلطان ایوب کو دوڑایا کہ وہ اس کا کچھ سد باب کریں۔ان دونوں چچیرے بھائیوں نے اچھا کام سرانجام دیا۔شاہ سلطان سکھوں کی بھاگی پلاٹون کو گوری کوٹ سے اور سلطان ایوب ڈوگرہ نمک خوار کو درہ برزل کے قریب سے پکڑ لایا۔صفحات 129 تا 136۔

ان مندرجہ بالا کہانیوں کے علاوہ بے باک اردو، قومی ڈائجسٹ، حکایت، سیارہ ڈائجسٹ، پاکستان ٹائمز، مسلم، جنگ، نوائے وقت، کوہستان اور کئی رسائل واخبارات میں کرنل حسن کے حوالے سے سینکڑوں کہانیاں چھپی ہیں، جن کا متن ایک دوسرے سے جدا جدا اور متصادم دکھائی دیتا ہے۔حقائق تک پہنچنے کے لیے سب کا مطالعہ ضروری ہے۔میری ان تمام پر نظر ہے۔

گروپ کیپٹن شاہ خان صاحب 1947ء جنگ آزادی کے ایک اہم کردار ہیں۔وہ شروع سے سکاؤٹس کی تحریک کا ساتھ رہے۔وہ ان پانچ سکاؤٹس سرداران میں شامل تھے جنھوں نے انقلاب کے راستے کھولے۔نیز شاہ خان کا میجر براؤن سے قریبی اور معنی خیر ناتا تھا۔شاہ خان اندر کی بات جانتے تھے انھوں نے میجر براؤن کے ہاتھ مضبوط کیے اور

قدم قدم پر ان کا ساتھ دیا۔ ان کی کتاب " گلگت سکاؤٹس "اس دور کے واقعات پر روشنی ڈالتی ہے اور بہت حد تک سچ آشکار کرتی ہے۔ وہ بابر اور حسن کی کئی باتوں کو رد کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں

1. میجر براؤن کو کسی نے کسی بھی وقت ایک لحہ کے لیے بھی گرفتار نہیں کیا تھا۔
2. میجر براؤن نے سکاؤٹس کے منصوبے پر نظر ثانی کی تھی۔
3. میجر براؤن کو ہم خیال پا کر ہماری جان میں جان آئی تھی۔
4. میجر براؤن رات کے کسی بھی وقت گورنر کے بنگلے پر نہیں گئے۔
5. گورنر کو بنگلے سے باہر لانے والوں میں راجہ نور علی، سہد یو سنگھ، سلطان حمید سب انسپکٹر پولیس اور منی رام تحصیلدار تھے۔
6. عبوری حکومت بناتے وقت، حسن خان ایک آزاد خود مختار حکومت بنانا چاہتے تھے۔ میجر براؤن نے کھل کر حسن کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ حکومت بے سہارا چل نہیں سکے گی۔ پاکستان میں شامل ہونا ہی اس کے مفاد میں ہے۔ لفٹنٹ حیدر اور میں نے بھی حسن کی مخالفت کی تھی اور پھر اس مخالفت میں اور لوگ بھی شامل ہو گئے تھے۔
7. جان عالم کو چلاس میں نظم وضبط کی خلاف ورزی پر ملازمت سے سبکدوش کیا گیا تھا، حسن خان کے ساتھ رابطوں کی وجہ سے نہیں۔
8. رام گھاٹ پر جان عالم کی کوئی کاروائی شامل نہ تھی۔ اسے حوالدار فیض امان کی پلاٹون نے صفایا کیا تھا۔
9. حسن خان کے گلگت پہنچنے پر گھنسارا سنگھ کی گرفتاری اور دیگر کاروائیاں مکمل ہو چکی تھیں۔
10. میجر براؤن نے کیپٹن متھی سن کو وائرلیس پر جگلوٹ چوکی، رام گھاٹ پل، پرتاب پل اور وہاں موجود کشتیوں پر قبضہ کرنے کا حکم دیا تھا۔
11. گلگت سکاؤٹس کی ایک پلاٹون کو صوبیدار صفی اللہ بیگ کی سرداری میں بھوپ سنگھ پڑی بھیجا گیا تھا تا کہ کیپٹن حسن کی مسلمان کمپنی کو روکے۔ (شاہ خان کی یہ بات درست نہیں۔ گلگت میں کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ بونجی سے کون لوگ آ رہے ہیں۔ سکھ، ڈوگرے یا مسلمان یا کرنل مجید یا حسن خان)۔
12. گورنر کو وی سی او ز میس کے سامنے ایک کمرے میں رکھا گیا جبکہ حسن خان کہتے ہیں کہ اسے سول ریسٹ ہاؤس میں رکھا گیا حالانکہ حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ اسے چھاؤنی میں معقول حفاظت میں رکھا جائے۔
13. شاہ خان کی یہ بات درست نہیں کہ 2 نومبر کو جعلی ٹیلی گرام پا کر کرنل مجید گلگت کی طرف روانہ ہوئے جبکہ اس دن کرنل مجید گلگت نہیں پہنچ سکتے تھے۔ کرنل مجید اور احسان علی یکم نومبر کی پچھلی پہر کو گلگت پہنچ چکے تھے۔
14. حسن نے کیپٹن متھی سن کو نظر بند نہیں کیا۔ وہ تو کھلچی میں بیٹھے چلاس سکاؤٹس کی کاروائیوں کی نگرانی کر رہا تھا۔

شاہ خان بونجی ایکشن میں حصہ لینے کے لیے حسن خان کے ساتھ بونجی روانہ ہوئے تھے۔ بونجی پہنچنے تک جو واقعات پیش آئے وہ بصراحت راست انداز میں پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں" کیپٹن متھی سن (میجر براؤن کی طرف سے حکم ملنے پر) 31 اکتوبر کی رات کو ساتھ اپنے مشن پر روانہ ہوا۔ ڈوگروں کی بونجی چھاؤنی کے علاوہ دو اور چوکیاں جگلوٹ اور پرتاب پل پر قائم تھیں۔ چلاس سے آئی ایک پلاٹون نے حوالدار فیض امان یا سینی کی کمانڈ میں جھالہ پرچی کے مقام پر دریائے سندھ عبور کیا اور رام گھاٹ پر قبضہ جمایا۔ سری نگر نکلنے کے لیے یہ پل واحد راستہ تھا، جہاں سکاؤٹس نے کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ دوسری دونوں پلاٹونیں 3 نومبر کی شام ڈھلتے ڈھلتے جگلوٹ پہنچیں۔ اور پھر شب کے ابتدائی لمحات میں وہ شب خون مارا کہ چوکی میں موجود کسی فرد کو بھی سنبھلنے کا موقع نہیں مل سکا۔ چوکی کا پوری طرف صفایا ہوا۔ ادھر نادل شاہ نگری کی قیادت میں سکاؤٹس کے ایک دستے نے پرتاب پل کے گارد کو بھی اپنی گولیوں سے بھون ڈالا اور ساتھ ہی پرتاب پل کو نذر آتش کیا تا کہ دشمن گلگت کی طرف پیش قدمی نہ کر سکے۔ شاہ خان کہتے ہیں کہ 3 نومبر 1947ء کی رات کو میں اور حسن خان جگلوٹ پہنچے۔ 5 نومبر کی صبح کو ہم بونجی پر حملے کا سوچ رہے تھے لیکن دوسری طرف دریا پر سفید جھنڈیاں لہرائی جا رہی تھیں۔ ہم نے حقیقت معلوم کرنے کے لیے ایک پیغام رساں کو دریا پار بھیجا جو یہ خبر لایا کہ سکھ اور ڈوگرہ کمپناں 4 نومبر کی شام کو ہی فرار ہو چکی تھیں۔ ہم نے دریا پار کیا۔ بونجی بغیر کسی مزاحمت کے ہماری جھولی میں آن گرا تھا۔

کیپٹن محمد خان جرال نے سکھ اور ڈوگروں کو ہراساں کرنے کے لیے یہ افواہ اڑائی کہ ایک بڑا لشکر بونجی پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ ڈوگرہ فوج نے جگلوٹ کی کاروائی کو قبائلی لشکر کا حملہ سمجھ لیا اور پھر انھوں نے فرار کا راستہ اختیار کیا۔ وہ 4 نومبر کی شب بونجی کے عقبی پہاڑ پر اپنا راستہ تلاش کرتے کرتے تھک ہار چکے تھے۔ بہت سوں نے 5 نومبر کی شام تک اپنے آپ کو سکاؤٹوں کے حوالہ کیا۔ باقی جو استور کی طرف نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ انھیں استور پہنچتے پہنچتے سکاؤٹوں نے مغلوب کیا۔ استور پر سکاؤٹس کا قبضہ ہو گیا تھا۔ گروپ کیپٹن شاہ خان نے 27 مارچ 2005 کو مجھے جوانٹرویو دیا۔ اس میں کہتے ہیں کہ

1. پرتاب پل جلانا، جنگی حکمت عملی کا ایک اعلیٰ مظاہرہ تھا۔ اس نے نہ صرف سکھوں اور ڈوگروں کو ہراساں کیا بلکہ انھیں اس پل کی طرف پیش قدمی سے روکا۔
2. جب ہم جگلوٹ پہنچے تو پرتاب پل، جگلوٹ چوکی اور رام گھاٹ پل پر کامیاب آپریشن مکمل ہو چکے تھے۔ ان مقامات پر سکاؤٹس کا قبضہ تکمیل کو پہنچ چکا تھا۔
3. دشکن، ڈوئیاں، استور میں سکاؤٹس کو کہیں کوئی لڑائی لڑنی نہیں پڑی۔ استور میں مہاراجہ کی کوئی فوج موجود نہ تھی۔ گریز تک سارا علاقہ خالی پڑا تھا۔
4. بونجی میں کسی کو ایک گولی چلانے کی نوبت نہیں آئی۔ نہ یہاں کوئی مسلمان شہید ہوا اور نہ کوئی سکھ یا ڈوگرہ قتل ہوا۔

5. کیپٹن محمد خان کے پیچھے پیچھے جب ہم استور پہنچے، بونجی سے بھاگے سکھ / ڈوگرے درماندہ، بھوکے، پیاسے، بدحال، بیمار دریا پار کرتے کرتے گرفتار ہوتے گئے۔

6. گوری کوٹ تک کوئی سکھ / ڈوگرہ نہیں پہنچ پایا تھا۔ صوبیدار شاہ سلطان گوری کوٹ تک گیا ضرور تھا اور اس نے بلا جواز گوری کوٹ پل جلا ڈالا تھا۔

7. سکھوں کا ایک دستہ سکردو کی طرف نکل بھاگا تھا۔ اس دستے کو جو بھوک اور فاقہ سے ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ مجاہد بختاور شاہ ہانک لایا تھا۔

8. استور میں جب ڈوگرہ فوجی دریا پار سے آ کر ہتھیار ڈال رہے تھے، ان میں ایک ڈاکٹر شیو رام بھی تھا۔ وہ ہنزہ میں رہ چکا تھا اور بروشسکی خوب جانتا تھا۔ کیپٹن حسن خان نے ان کی طرف اپنی بندوق تانی تو ہم نے حسن خان کو فائیر کرنے سے روکا۔

چلاس سکاؤٹس کی کاروائی: کیپٹن متھی سن نے صوبیدار شیر علی کو تین پلاٹون سکاؤٹس پر کمانڈر مقرر کر کے اسے جگلوٹ چوکی، پرتاب پل اور رام گھاٹ پل پر قبضہ جمانے کے احکام دیے تھے۔ کیپٹن متھی سن نے اپنا ہیڈ کوارٹر تھلیچی کے مقام پر قائم کیا۔ یہ پلاٹونیں 3 نومبر 1947ء کو شام ہوتے ہوتے جگلوٹ، رام گھاٹ اور پرتاب پل پر پہنچ کر ضرب لگانے کے لیے مستعد ہو گئی تھیں۔ صوبیدار شیر علی اپنے تفصیلی انٹرویو میں (جو میں نے ان سے یاسین میں 1967ء میں لیا تھا) کہتے ہیں کہ " یکم نومبر 1947ء کی صبح کے ایک بجے کے قریب میجر براؤن کا کیپٹن متھی سن کے نام رمزی پیغام موصول ہو چکا تھا۔ کیپٹن متھی سن نے فوراً سکاؤٹس کی تمام پلاٹونوں کو تیاری کا حکم دیا اور انھیں کمانڈنٹ سکاؤٹس کے احکام سے روشناس کیا۔ ہم چند گھنٹوں میں تیار ہوئے۔ چونکہ میں نے چار بجے سے پہلے پہلے جگلوٹ کی طرف مارچ کرنا تھا۔ اس لیے کیپٹن متھی سن نے میرے ساتھ الگ سے منصوبے پر گفتگو کی اور مجھے واضح کار ہدف سے آگاہ کیا کہ میں نے کن ذمہ داریوں کو پورا کرنا ہے۔ مجھے کہا گیا تھا کہ رام گھاٹ پل پر سب سے پہلے قبضہ جما لیا جائے گا۔ تا کہ کچھ گھنٹے بعد جو واقعات رونما ہونگے۔ اس کے نتیجے میں چھٹی انفنٹری کے سکھ ڈوگرے سری نگر نکل بھاگنے کی کوشش نہ کریں۔ یا رام گھاٹ پل پر کامل قبضہ نہ کر سکیں۔ جگلوٹ پہنچتے پہنچتے سکاؤٹس کے ایک دستے کو پرتاب پل بھیجنا تھا۔ جگلوٹ پر کاروائی پرتاب پل پر حملے کے ساتھ ساتھ شروع کرنی تھی تا کہ جگلوٹ سے کوئی بھاگتا ہوا ادھر نہ نکل جائے یا بونجی کی طرف سے جگلوٹ یا گلگت کی طرف کوئی فوجی پیش قدمی ممکن نہ ہو۔ حوالدار نادل شاہ نگری کو سکاوٹ دستے کا کمانڈر بنایا گیا جس نے پرتاب پل پر موجود گارد کا صفایا کرنا تھا۔ اور پل جلا ڈالنا تھا۔ تھلیچی کے مقام پر حوالدار فیض امان نے اپنی پلاٹون کے ساتھ جھالہ میں دریائے سندھ عبور کیا اور شام کے دھندلکے میں ہم جگلوٹ کے مضافات میں داخل ہوئے۔ آگے بڑھنے سے پہلے ہم نے یہیں سے نادل شاہ کے دستے کو پرتاب پل کی طرف روانہ کیا۔ ہمارا فیصلہ تھا کہ ہم رات کے گیارہ بجے کے قریب جگلوٹ چوکی پر شب خون ماریں گے۔ تا کہ اس وقت تک سکاؤٹس کا دستہ پرتاب پل پر اپنا قبضہ جما چکا ہو گا۔ حوالدار نادل شاہ کو ہدایت تھی

کہ وہ پل پر موجود گارد کا صفایا کر کے پل جلا ڈالے گا اور وہ پھر ہم سے آ ملے گا۔ حوالدار فیض امان نے پل جلا کر یہیں مورچہ بند رہنا تھا۔ تا کہ چھٹی انفنٹری بھاگتے ہوئے دریائے استور کے پایاب کناروں سے استور کا رخ نہ کر سکے۔

میرے اس سوال پر کہ جگلوٹ کی طرف روانگی سے پہلے انھوں نے لوگوں کے حوالے سے کیا فیصلے کیے اور کیا لوگوں کو ان حملوں کے بارے میں باخبر کیا گیا تھا۔ صوبیدار شیر علی نے بتایا راجہ اردلی مظفر الدین کے مقامی مسجد کے امام اور لیوی حوالداروں کو صورت حال سے آگاہ کیا گیا تھا کہ وہ فوراً لشکر تیار کریں تا کہ حالات کے بگڑنے کی صورت میں اس لشکر کی مدد حاصل کی جا سکے۔ ہم جب جگلوٹ پہنچے تو ہم نے چند اہم مقامی عمائدین سے رابطہ کیا اور ان کے ذریعے جگلوٹ چوکی کی گارد کے معمولات کا پتا لگایا۔ جلد ہی بہت سے مقامی لوگ بھی ہم سے آ ملے اور انھوں نے ہماری دوسری دفاعی لائنیں بنائی۔ کشتی کو نارسا بنانے سے پہلے ہم نے ایک مقامی مجاہد کو بونجی پار کرا دیا تھا اور اسے بونجی کی مسجد میں یہ افواہ پھیلانے کے لیے کہا گیا تھا کہ ایک بڑا قبائلی لشکر بونجی پر دھاوا بولنے والا ہے اس کے بعد رات کے گیارہ بجے کے قریب ہم نے جگلوٹ چوکی کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور پھر بندوق کے منہ کھول دیے۔ ڈوگرہ صوبیدار اور اس کے سپاہیوں کو اپنے تابڑ توڑ حملوں سے سنبھلنے کا کوئی موقع نہیں دیا۔ معلوم نہیں کس طرح ایک سکھ تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دریائے سندھ کے کنارے تک پہنچا اور کیسے دریا پار کر کے بونجی پہنچا۔ یہاں موجود چھٹی انفنٹری کے جوانوں نے ہڑ بڑا کر کچھ مزاحمت کی لیکن ہماری منصوبہ بندی کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔ شب وخون کے اختتام پر ہم نے کچھ انتظار کیا اور دم توڑتی مزاحمت سے ہمیں یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ چوکی پر موجود گارد کا صفایا ہو چکا ہے۔ ہم ان لاشوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش میں تھے ہی کہ اتنے میں بونجی کی طرف سے مارٹر اور مشین گن کی فائیرنگ نے ہمیں آ لیا۔ گولے اس تیزی کے ساتھ ارد گرد گر رہے تھے کہ ہمیں اونچلے ٹیلوں کی اوٹ میں جانا پڑا۔ ہمارے پاس اس فائیرنگ کا کوئی جواب نہ تھا۔ یہ فائیرنگ تسلسل سے جاری تھی۔ اس دوران حوالدار نادل شاہ کا دستہ بھی اوپر کی طرف سے ہمیں آ ملا۔ جگلوٹ کے بہت سے لوگ بھی فائیرنگ سے بچنے کے لیے ہمارے ساتھ دروٹ اور سئی (برمس) کے اطراف میں پناہ لے چکے تھے۔ ہمیں یہ معلوم تھا کہ دشمن محض بونجی سے فائر کر سکتا ہے۔ دریا عبور کرنے کے لیے اس کے پاس اب ذرائع مفقود تھے۔

بونجی سے فائرنگ، اذان سحر سے کچھ دیر پہلے تھم گئی تھی حالات کا جائزہ لینے کے لیے کچھ مخبر دوڑئے۔ وہ یہ خوش خبری لے کر لوٹ آئے کہ کیپٹن حسن کی کمانڈ میں سکاؤٹس اور چھٹی انفنٹری کے جوان جگلوٹ پہنچ چکے ہیں۔ 4 نومبر 1947ء کا دن چڑھ آیا تھا۔ اور ہم اپنے دستوں کو لے کر گیارہ بجے تک ساتھیوں سے آ ملے۔ اس وقت بونجی کی طرف سے کامل سکوت تھا۔ کسی قسم کی ہلچل دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ہم نے مقامی لوگوں کی مدد سے جھالا تیار کیا۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ پانچ نومبر کو دریائے سندھ عبور کر کے بونجی کی طرف پیش قدمی کی جائے گی۔ نیز اس دوران بونجی کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے ایک رضا کار کو دریا پار بھجوایا گیا جس نے مولوی امیر حیات کے توسط سے بونجی کے حالات معلوم کیے۔

5 نومبر 1947ء کو صبح دریا پار کرنے کے لیے تیاریاں شروع کی گئی۔ جیسے جیسے ہم دریا کے کنارے کی طرف

بڑھتے گئے۔ بونجی کے بہت سے لوگ اور مسلمان فوجی سفید جھنڈیاں لے کر اللہ اکبر، اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے دریا کے کنارے کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ ہمیں ایک خوش گوار حیرت ہوئی اور پھر مقامی لوگوں کی مدد سے حسن خان اور سکاؤٹس کے جھالہ میں دریا پار کرنے لگے۔ حسن خان نے مجھے جگلوٹ میں ہی رہنے کے لیے کہا تھا اس لیے میں جگلوٹ میں رہا۔

اس بات پر کہ حسن خان نے جگلوٹ یا بعد میں سکاؤٹس کی کسی کاروائی میں آپ کا نام کیوں نہیں لیا، تو صوبیدار شیر علی نے کہا کہ حسن خان میرے انگریزوں کے ساتھ تعلقات اور چترال سے وابستگی پر ناخوش تھا۔ میں جانتا ہوں کہ میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن خلوص کے ساتھ اس علاقے میں پاکستان چاہتے تھے۔ کیپٹن متھی سن مجھ سے کہا کرتا تھا کہ روس کو روکنے کے لیے اس علاقے کو پاکستان میں لازمی طور پر شامل کیا جانا چاہیے۔ وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ تمام انگریز یہی چاہتے ہیں کہ گلگت ہندوستان میں نہ چلا جائے۔ میں نے ان کے پاس ایک ایسی کتاب دیکھی تھی جس مین گلگت سے متعلق کئی رمزی نوٹ تھے۔ مہتر کا میجر براؤن پر کامل اعتماد تھا کہ وہ گلگت کو پاکستان میں شامل کرانے کے لیے اپنا پورا زور لگائے گا۔

میجر سکندر اپنے کتاب "لبریشن آف ناردرن ایریاز" میں اس واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"Captian Matheson left Chilas between night 31 Oct and Ist Nov. He had been given clear cut mission. Chilas is at a distance of 50 miles from Bunji which is three days trek. There were two dogra compainies plus one HQ company located at the lower Camp. In addition there were three detachments one each at the partabe bridge, Ramghat bridge and Juglote. From Thalichi one platoon veered round the North. This platoon captured Ramghat bridge intact and thus sealed off Dogra's only route of escape. The other two platoons by forced marches reached Juglot in the evening on 3 Nov. The scouts fell upon the Dogra detchment and wiped it out ferry service linking Juglote with Bunji was captured. The Partabe bridge was also captured the same night Captian Hassan and Jemdar Shah Khan with their troops reached Juglote at night on 3 Nov and prepared to attack Bunji next morning but on the evening of 5 Nov a white flag appeared on the bank of Indus. It was hoisted by Captian Muhammad Khan and other Muslim soldiers a messanger crossed the Indus to

find out the situation who came back with the news that the camp had been deserted by the Sikhs and Dogras on the night of 4 Nov, Capt Hussain and Jemedar Shah Khan crossed the Indus found the Camp completely vacant Bunji was thus liberated without being a single shot Page .37".

میجر سکندر پھر لکھتے ہیں کہ

"Captain Muhammad Khan who was Quarter Master of the battlion played an important role during all this time. He spread rumours that a strong tribal Lashker was preparing to attack Bunji Garrision on night of 3/4 Nov. As mere co-incidence the Scouts reached Juglote and wiped out the platoon stationed there, Page.37".

وہ پھر لکھتے ہیں کہ "ڈوگروں نے سکاؤٹس کے حملے کو قبائلی لشکر کا حملہ خیال کیا اور وہ انتہائی پراگندگی اور انتشار میں ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ تاہم بہت سے ڈوگرے اور سکھ ٹامک ٹوئیاں مار کر پہاڑ سے نیچے اترے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ جو استور کی طرف نکلے تھے انھیں استور پہنچتے پہنچتے پکڑا گیا اور استور کو بھی قبضے میں لیا گیا صفحہ۔37۔

پلوں کا جلانے کا کام: میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ حوالدار نادل شاہ نگری کی ذمہ داری یہ متعین کی گئی تھی کہ وہ پرتاب پل پر موجود گارد کا صفایا کرے گا اور پل کو جلا کر اسے ناقابل استعمال بنا دے گا۔ حوالدار نادل شاہ کے پلاٹون میں سئی کا نائیک نقیب اللہ بھی شامل تھا۔ جب پل پر موجود گارد کا صفایا ہوا۔ تو پل پر مٹی کا تیل چھڑک کر اسے جلا دینے کی ذمہ داری نائیک نقیب اللہ کے سر ٹھہری۔ نقیب اللہ نے مٹی کا تیل چھڑکا اور پھر اسے ایک اور ساتھی کی مدد سے آگ دکھائی۔ پل کی خشک چیڑ کی لکڑی نے مٹی کا تیل پا کر آگ کو سینے سے لگایا اور چند گھنٹوں میں یہ پل جل کر راکھ بن گیا۔ حسن خان کہتے ہیں کہ "سات پلاٹون کی ایک سیکشن رات پرتاب پل کی طرف بڑھی تھی اور نائیک نقیب اللہ نے اس پل کو نذر آتش کر دیا تھا۔ صفحہ 139 شمشیر سے زنجیر تک"۔

وہ پھر کہتے ہیں کہ "نائیک نقیب اللہ جگلوٹ میں مجھ سے اپنی اس بہادری کی داد مانگ رہا تھا جسے میں نے فوراً اپنا اردلی بنا کر دا دی۔ صفحہ 140۔ شمشیر سے زنجیر تک"۔

کرنل حسن نے نائیک نقیب اللہ کو اپنا اردلی بھی بنایا اور اس کارنامے کے لیے ایک سند بھی دی جس کے الفاظ اس طرح ہیں۔

"Certificate"

"Naik Naqeeb Ullah of Sai has been serving in Tiger force, Azad army Gilgit under me. He is a darring soldier and has on many occasions performed acts of memorable gallantry during the move forward of the above forces in the winter of 1947. In Nov 1947 his platoon was attacked by the Sikhs near Juglote farms and latter at partab bridge. He was only a section commander then but due to his personal bravery and steadfastness, the day was won with complete destruction of enemy attachment at Juglote farm. He also personnaly burnt the partab bridge when the situation become untenable for a while to our troops. Since then he has been one of my picked men always ready to be thrown into any pitch battle. I very strongly recommend that civil authorities show special considration to him and help him when ever he stands in need of it. Being too busy myself in the struggle for liberating as much territory as possible in the shortest possible time at my disposal, I have no time to properly introduce him to the appropriate authority in civil, but depend upon them for a befitting reward to him including a rifle or some sort of a double barrel gun when the present situation calmed down normalacy has been restored.

Sd____________

Lt Col......................

Commander Tiger Force Gilgit HQ Bunji

dated 12 Dec 1947: (Mirza Hassan Khan)

رام گھاٹ برج کو محمد ولی ولد محمد غنی ساکن رائے کوٹ نے جلایا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جب رائے کوٹ پل پہنچا تو خوش قسمتی سے حوالدار فیض امان کی سرکردگی میں اس کی پلاٹون ڈوئیاں جانے کے لیے کھلچی کیمپ سے آئی ہوئی تھی۔ اس

پلاٹون نے رام گھاٹ سے دشمن کا رابطہ منقطع کرنا تھا۔ میں بحثیت ایک مجاہد کے اس پلاٹون میں شریک ہو گیا۔ رائے کوٹ سے روانہ ہو کر ہم شام کے وقت رام گھاٹ کی پہاڑی کی چوٹی پر پہنچے۔ سکاوٹ نے پوزیشن سنبھالی اور مجھے پل جلانے کا کام سپرد کیا گیا۔ میں اللہ کا نام لے کر ایک ٹوپی دار بندوق اور کلہاڑی کے ساتھ رات کے اندھیرے میں پل کی جانب روانہ ہو گیا۔ پل پر پہنچ کر میں نے کلہاڑی سے چند لکڑیاں کاٹیں اور انھیں پل پر ڈھیر کر کے آگ لگا دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پل شعلوں کی نذر ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ٹیلی فون کے تار کاٹ دیے" ۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ 1948ء میں فاتح گلگت کرنل حسن خان کے بلاوے پر میں دوبارہ ٹائیگر فورس میں شامل ہو گیا۔ گریز سے تراکیل جاتے ہوئے کرنل حسن خان نے مجھے اپنا ذاتی باڈی گارڈ مقرر کیا"۔ صفحہ 223 تا224۔ آئینہ دیامیر مولفہ سرتاج خان۔

3 نومبر 1947 کو بونجی میں کیا ہو رہا تھا۔ اس حوالے سے کیپٹن محمد خان کا بیان کو بھی پیش نظر رکھا جانا ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

سکاؤٹس کے ایکشن کا مجھے کوئی علم نہ تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہم سکاؤٹس کے ساتھ مربوط کوئی پالیسی تیار کرتے۔ کرنل مجید کی غیر حاضری میں کیپٹن بلدیو سنگھ بٹالین کا سینئر کمانڈر تھا۔ سکاؤٹس کی کاروائی نے مجھے سخت پریشانی میں مبتلا کیا تھا۔ بونجی میں سکھ اور ڈوگرہ کمپنیاں رہ گئی تھیں۔ میرے پاس جو کمپنی تھی اس میں سکھ، مسلمان اور ڈوگرے ملے ہوئے تھے۔ میں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی۔ صوبیدار محمد علی جگلوٹ پر فائرنگ کر رہا تھا۔ اس کا ایک بھی گولہ نشانے پر نہیں لگ رہا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ ایمونیشن ضائع ہو رہا ہے۔ تو میں نے فائرنگ بند کرا دی اس وقت لوئر اور اپر کیمپ کے مسلمان گومگو کے عالم میں تھے۔ میں نے انھیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ میں ان میں سے ہوں۔ مسلمان سپاہی سب ایک ہوئے۔ میں نے جمعدار شفیع کو رام گھاٹ پل کی طرف بھیجا تھا۔ کہ جو ہندو بھی اس طرف آئے، اسے گرفتار کر لیا جائے۔ اسی دن اپر کیمپ سے پوسٹ ماسٹر نے مجھے بلایا اور کہا کہ گلگت سے گورنر کا کیپٹن بلدیو سنگھ کے نام ٹیلی فون آیا ہے کہ بونجی پر قبائلیوں کا ایک بڑا لشکر حملہ کرنے والا ہے۔

کیپٹن بلدیو سنگھ سخت سراسیمہ تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہم ہتھیار ڈال دیں تو کیا آپ ہماری جانوں کی ضمانت دیں گے۔ لیکن پھر وہ بھاگنے پر آمادہ ہوا۔ میں نے اسے ہر قسم کا ہتھیار اور راشن اٹھا کر لے جانے کی اجازت دی۔ کیپٹن بلدیو سنگھ سکھ اور ڈوگرہ نفری کو لے کر عقبی پہاڑ کی طرف بھاگا۔ اس وقت سورج ڈھل رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں سکھ اور ڈوگروں سے کیمپ خالی ہو گیا۔

اب میں نے دریا کی طرف پہرہ دار بٹھائے جو سفید جھنڈیاں ہلا کر نعرہ تکبیر بلند کر کے یہ ظاہر کر رہے تھے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اب حملے کی کوئی ضرورت نہیں۔ دوسرے دن (5 نومبر) مرزا حسن خان، جمعدار شاہ خان، جمعدار صفی اللہ بیگ وغیرہ بونجی پہنچے۔ ہم نے نیا پروگرام طے کیا۔ میں مفرور فوجیوں کو گرفتار کرنے کے لیے استور روانہ ہوا۔ وہاں سے مفرور فوجیوں کو پکڑ پکڑ کر بونجی کی طرف بھیجنا شروع کیا۔ کچھ سکھ ڈوگرے جنکی تعداد 22 نفوس تک تھی، کسی طرح روندو کی

طرف نکل گئی تھی۔ انھیں مجاہد بختاور شاہ پکڑ کر لایا۔ صفحات 382 تا 383 قراقرام ہندوکش۔ پروفیسر احمد حسن دانی اپنی کتاب "ہسٹری آف ناردرن ایریاز" میں چلاس سکاؤٹس کے حوالے سے شاہ خان اور حسن خان کے بیانات کا ذکر کرتا ہے۔ پروفیسر دانی درج ذیل نکات نوٹ کرتے ہیں۔ شاہ خان کے مطابق میجر براؤن نے جے سی اوز میس سے کیپٹن متھی سن کو تین پلاٹون سکاؤٹس کے ساتھ بونجی کی طرف پیش قدمی کے لیے احکام دیئے تھے۔

کرنل حسن کے مطابق کیپٹن متھی سن نے پانچ پلاٹون سکاؤٹس کے ساتھ پیش قدمی کی تھی۔ کیپٹن متھی سن خود تو رائے کوٹ میں رکا۔ صوبیدار شیر علی کو چار پلاٹون (160 نفری) کے ساتھ جگلوٹ پر اور ایک پلاٹون صوبیدار جان عالم کے کمانڈ میں رام گھاٹ پل پر قبضہ کے لیے روانہ کیا۔

صوبیدار شیر علی کے سکاؤٹس نے 2 نومبر کی شب کو جگلوٹ چوکی پر اچانک شب خون مارا اور صوبیدار سنت سنگھ کے تمام جوانوں کا صفایا کر دیا سوائے ایک نفر کے جس نے دریائے سندھ تیر کر راہ فرار اختیار کی۔ نائیک نقیب اللہ کے تحت ایک سیکشن نے پرتاب پل پر حملہ کر کے اسے جلا ڈالا۔

صوبیدار جان عالم نے تھلیچی کے مقام پر دریائے سندھ عبور کیا اور رام گھاٹ برج پر قبضہ جمایا۔ دریائے سندھ پر موجود کشتی کو بھی سکاؤٹس نے اپنے قبضے میں لیا۔ پروفیسر دانی کہتے ہیں کہ چلاس ایکشن کا ذمہ دار کون تھا۔ کرنل حسن کو 3 نومبر شاہ خان کے ساتھ جگلوٹ پہنچ کر سکاؤٹس ایکشن کا پتہ چلا۔

پروفیسر دانی کہتے ہیں کہ اس ایکشن کے احکام یقینی طور پر سکاؤٹس ہیڈکوارٹر گلگت سے بھیجے گئے تھے۔ دانی کہتے ہیں ان کے اپنے الفاظ میں۔

"Lt Col Haider does not record this order in his dairy, suggesting that this action was taken without his knowledge".

پروفیسر دانی کہتے ہیں کہ یہ احکام میجر براؤن نے 31 اکتوبر کی رات کو بھجوائے تھے۔ جب وہ سکوٹس سے مل گیا تھا۔ پروفیسر دانی پھر کہتے ہیں کہ غالب تر بات یہ ہے کہ بونجی سے چھٹی انفنٹری کی کمپنی کی گلگت روانگی کا پتا چلا تو دو اقدام اٹھائے گئے ہونگے۔

1. صوبیدار صفی اللہ بیگ کو بھوپ سنگھ پڑی روانہ کیا گیا۔
2. چلاس سکوٹس کو واضح احکام دیے گئے کہ وہ جگلوٹ چوکی پرتاب پل، رام گھاٹ پل پر قبضہ کریں۔

وہ پھر لکھتے ہیں ان کے اپنے الفاظ میں۔

"In fact the entire action was the result of the initiative of the Chilas Scouts. It is their action that sent a terror in the heart of the Dogras in Bunji and they got confused so much so that they had no

alternative but run away for their life and shelter. Page.354. History of NA of Pakistan".

کرنل حسن کے مختلف بیانات کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ ان میں بڑے تضادات ہیں۔ میں یہاں دو چار واقعات پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

انقلاب کے بعد کرنل حسن خان کا بونجی روانہ ہونے کی تاریخ

1. سید مبارک حسین عاجز کو انٹرویو دیتے ہوئے کرنل حسن کہتے ہیں کہ وہ 3 نومبر 1947ء کی سہ پہر کو بونجی روانہ ہوئے۔ رات بھر چلتے ہوئے پرتاب پل پہنچے۔ یہ جل رہا تھا اور 4 نومبر کی صبح جگلوٹ پہنچے۔ چوکی کا صفایا ہو چکا تھا۔
2. 1952ء کی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ "مجھے دو نومبر کو بونجی پہنچنا ضروری تھا۔ لہٰذا میں نے گلگت سکوٹس اور اپنی کمپنی کو لے کر پیش قدمی شروع کی۔ ہم رات بارہ بجے پرتاب پل پہنچے۔ یہ جل رہا تھا۔ جگلوٹ چوکی کا صفایا ہو چکا تھا۔
3. ڈگری کالج میگزین (سدپارہ) میں کرنل حسن کا بیان ہے کہ وہ 2 نومبر کو اپنی کمپنی اور سکاؤٹوں کے چار پلاٹونز کو لے کر رات بارہ بجے پرتاب پل پہنچے۔ یہ جل رہا تھا۔
4. ہفتہ روزہ بے باک میں کہتے ہیں: وہ 3 نومبر 1947ء کو رات بارہ بجے پرتاب پل پہنچا۔ یہ جل رہا تھا۔ فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں۔ معلوم نہیں ہو رہا تھا، یہ آوازیں کہاں سے آ رہی ہیں۔
5. کتاب "شمشیر سے زنجیر تک" میں۔۔۔۔۔ جگلوٹ روانگی کے حوالہ سے لکھتے ہیں، میں دو نومبر کی سہ پہر گلگت سے روانہ ہوا۔ رات بارہ بجے کی قریب پرتاب پُل پہنچا۔ یہ جل رہا تھا۔ 3 نومبر اذان سحر کے قریب جگلوٹ پہنچے۔ اردو ڈائجسٹ میں "بونجی پر یلغار" کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ 2 نومبر کو اپنی کمپنی اور سکاؤٹس کی چار پلاٹونیں لے کر بونجی روانہ ہوا۔ 3 نومبر اذان سحر کے قریب جگلوٹ پہنچا۔

آگے تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ اصل صورت حال کے مطابق 31 اکتوبر کی آدھی رات کو آپریشن داتا خیل کا لاسلکی پیغام میجر براؤن کی طرف سے کیپٹن متھی سن کو موصول ہوا۔ چلاس اور جگلوٹ کی پیدل مسافت 3 دن کی تھی۔ صوبیدار شیر علی سکوٹس کے دستے لے کر 3 نومبر کی شام کو جگلوٹ پہنچا۔ اور اسی شب اپنی کاروائیاں مکمل کی۔ کرنل حسن 3 نومبر 1947ء کو جگلوٹ روانہ ہوا اور رات کے پچھلے پہر جب پرتاب پل پہنچا۔ یہ جل رہا تھا۔ اگر وہ دو نومبر کو یہاں آئے ہوتے تو پل جلا نہیں تھا انھیں بونجی جانے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ حیدر اپنی ڈائیری میں کرنل حسن خان کی گلگت سے روانگی 3 نومبر 1947ء دکھاتے ہیں اور یہ صحیح ہے۔

بونجی روانہ ہوتے وقت کرنل حسن کے ساتھ کون کون لوگ ساتھ تھے

کرنل حسن اپنی 1952ء کی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ "میرے ساتھ دوست محمد (چھٹی انفنٹری)، شاہ خان، شاہ سلطان، جان عالم اور صفی اللہ بیگ وغیرہ تھے۔

کتاب "شمشیر سے زنجیر تک" میں کرنل حسن لکھتے ہیں کہ "جو افسر میرے ساتھ تھے۔ ان کے نام از روئے تحقیق یہ ہیں۔ صفی اللہ بیگ، شاہ سلطان، سلطان ایوب، جان عالم، حوالدار نادل شاہ، تیغون شاہ، مرزا محمود، قاسم علی، رحمت علی، بل حاجی، اور محمد ولی، جو کہ سب کے سب جے سی اوز تھے۔ شاہ خان اس وقت جمعدار تھے اور صوبیدار صفی اللہ بیگ کی پلاٹون میں تھے۔ ان کے علاوہ میری کمپنی کے صوبیدار دوست محمد، محمد امین راٹھور اور صوبیدار محمد علی تھے۔

اوپر کی تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ کرنل حسن جب جگلوٹ کی طرف روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ درج ذیل سرداران تھے۔

سکوٹس جے سی اوز: صوبیدار صفی اللہ بیگ، جمعدار شاہ خان، شاہ سلطان، سلطان ایوب، جان عالم، نادل شاہ، تیغون شاہ، مرزا محمود، قاسم علی، رحمت علی، بل حاجی، محمد ولی۔

چھٹی انفنٹری کے افسران: صوبیدار دوست محمد، محمد امین راٹھور، صوبیدار محمد علی، صفحہ 135 شمشیر سے زنجیر تک۔

دوسری طرف چلاس سکوٹس کی طرف سے حملہ آور سرداراں کا ذکر کرتے کہتے ہیں۔ کیپٹن متھی سن کے ساتھ آئے پلاٹونوں کے سرداران میں محمد ولی، بل حاجی، نادل شاہ اور تیغون شاہ شامل تھے۔ صوبیدار شیر علی جگلوٹ میں ان کی کمانڈ کر رہا تھا۔

پھر کہتے ہیں کہ جگلوٹ چوکی کے حملے میں بل حاجی کی چار پلاٹون محمد ولی کی 6 پلاٹون، تیغون شاہ کی 7 پلاٹون اور نادل شاہ کی 10 پلاٹون نے حصہ لیا۔ شمشیر سے زنجیر تک۔ صفحہ 139۔ اردو ڈائجسٹ جون 1983ء صفحہ 129۔ میں لکھتے ہیں کہ "میجر براؤن کے اشارے پر کیپٹن متھی سن نے تیغون شاہ کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ 31 اکتوبر 1947ء کی رات جگلوٹ پہنچ کر میری کمپنی کے بیرکوں کی طرف فائر کرے۔ چنانچہ تیغون شاہ نے اپنے پلاٹون کے ذریعے بونجی چھاونی پر میری کمپنی کے بیرکوں کی طرف فائیرنگ کرواتا رہا۔

کرنل حسن کے ساتھ جگلوٹ جانے والوں میں بل حاجی، تیغون شاہ، محمد ولی اور نادل شاہ تھے۔ پھر یہی لوگ چلاس سکوٹس کی مختلف پلاٹونوں کی کمانڈ کرتے ہوئے جگلوٹ، پرتاب پل اور رام گھاٹ پر حملے بھی کر رہے تھے۔

اصل بات یہ ہے پرتاب پل پر حملے کی ذمہ داری نادل شاہ نگری کی تھی۔ نائیک نقیب اللہ ان کے سیکشن میں تھا۔ پرتاب پل کی کاروائی نادل شاہ کی نگرانی میں کامیابی سے ہم کنار ہوئی۔ نادل شاہ (نگری) کرنل حسن کا معتمد خاص تھا۔ چلاس میں جان عالم کی ملازمت سے برخاستگی کے بعد نادل شاہ ہی کرنل حسن سے بونجی رابطے میں تھا۔ تیغون شاہ چلاس سکوٹس میں موجود ہی نہیں تھا۔ وہ تو کرنل حسن کے ساتھ تھا۔ پھر بونجی بیرکوں پر فائر کیسے کیا گیا۔ بونجی کی طرف چلاس سکوٹس نے ایک فائر بھی نہیں کیا، جب بونجی کی طرف سے "3 مارٹر کے گولے گرنے لگے تو سکاؤٹوں کے پاس ان کا کوئی جواب

نہیں تھا۔اس لیے سکاؤٹوں کو پیچھے ہٹنا پڑااور وہ پہاڑ کی اوٹ میں چلے گئے تھے۔چھٹی انفنٹری کے صوبیدار محمد علی بھی کرنل حسن کے ساتھ نہیں تھا۔ وہ بونجی میں تھا۔2 نومبر کی رات وہ بونجی چھاؤنی کی طرف سے "3 مارٹر گن کے گولے جگلوٹ سکاؤٹوں پر گرارہا تھا۔ملاحظہ ہو کتاب قراقرام ہندوکش صفحہ 384۔کیپٹن محمد خان کا بیان۔

بونجی سے چھٹی کشمیر انفنٹری کی طرف سے جگلوٹ پر فائرنگ: حسن خان اپنی 1952ء کی یادداشت میں لکھتے ہیں : "روانگی کے وقت میں نے سی کمپنی اور ہیڈکوارٹر کے باقی ماندہ مسلمان سپاہیوں کو اپنے نائب لفٹیننٹ نادر علی اور محمد علی کی نگرانی میں دے دیا اور پُر زور ہدایت کی کہ ہر حالت کا اتحاد سے مقابلہ کریں۔میں گلگت پر قبضہ کر کے ان کی امداد کے لیے پہنچ جاؤں گا"۔صفحہ 36۔

حسن خان پھر لکھتے ہیں:"لفٹنٹ نادر علی نے پیغام بھیجا کہ چھاؤنی میں حالات نازک صورت اختیار کرتے جارہے تھے۔وہ اپنی قلیل تعداد کے باعث یہ خطرہ محسوس کررہے تھے کہ کہیں گلگت کے انقلاب سے باخبر ہو کر غیر مسلم فوجی وہاں کے مسلمانوں کی قلیل تعداد پر حملہ نہ کردیں۔لہٰذا 2 نومبر کی رات کو میرا بونجی پہنچ جانا ضروری تھا"۔صفحہ 45۔

حسن خان پھر لکھتے ہیں" لفٹنٹ نادر علی کو بھی ایک خفیہ پیغام اس بارے میں اور اپنی آمد کے متعلق بغرض اطلاع بھیج دی" صفحہ 46

یہ بات دیا رہے بونجی میں گلگت کے انقلاب کے بارے میں 4 نومبر سے پہلے کوئی اطلاع موجود نہ تھی۔لفٹنٹ نادر علی کو یہ اطلاع 2 نومبر ہی کو کیسے ملی۔

حسن خان اپنی کتاب شمشیر سے زنجیر تک میں لکھتے ہیں" کسی قدر مطمئن اپنی کمپنی طرف بڑھا جہاں سب مسلمان افسر چشم براہ تھے۔ میں نے انھیں بتا دیا کہ میرے گلگت جانے کا مقصد گورنر کو گرفتار کرنا اور چند دنوں کے اندر سکھوں سے نپٹنے کے لیے واپس بونجی آنا تھا" صفحہ 126

اردو ڈائجسٹ جون 1983ء میں بونجی چھاؤنی سے جگلوٹ فائرنگ کے حوالے سے لکھتے ہیں"چنانچہ اُس رات چھاؤنی سے "3 مارٹروں اور مشین گنوں کی فائرنگ بارہ بجے تک جاری رہی۔اسی فائرنگ کے نتیجے میں دوشہیدوں کی لاشیں چھوڑ کر مجاہد(چلاس سکاؤٹس) اور سب گاؤں والے کہیں روپوش ہوگئے تھے۔"صفحہ 131اسی رسالے کے صفحہ 133 میں لکھتے ہیں"ہم نے دوربین سے دیکھا کیپٹن محمد خان دشمن کے درمیان گھرے پریشان پریشان سے نظر آئے۔

سید مبارک حسین عاجز کو انٹرویو دیتے ہوئے حسن خان کہتے ہیں۔"جگلوٹ کا میدان لاشوں سے بھرا پڑا تھا۔اس فیصلہ کن معرکے میں صرف ایک سکھ فوجی دریائے سندھ عبور کرکے بونجی تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے یہاں کی لرزہ خیز داستان اپنے سکھ ساتھیوں کو سنائی۔وہاں سے دن بھر ہماری پوزیشنوں پر گولہ باری ہوتی رہی لیکن ہمارا کوئی نقصان نہیں ہوا" صفحہ 36 کہساروں کی زمین میں چندروز رسالہ سد پارہ صفحہ 10 میں لکھتے ہیں"5 نومبر کو بوقت فجر ہم نے دیکھا کہ بونجی میں دریا پار ہمارے یار کیپٹن محمد خان مسلمان سکھ مشترکہ مورچوں میں دشمن کے ساتھ دست وگریبان ہونے

کے عالم میں تھے اور موصوف شہید ہوتے دکھائی دے رہے تھے"۔ حالانکہ سکھ اور ڈوگرے 4 نومبر کو ہی بونجی چھاؤنی خالی کر کے پہاڑوں میں رفو چکر ہو گئے تھے اور محمد خان کے ساتھ مفاہمت کر کے ضروری اسلحہ اور خوراک لے کر بھاگ گئے تھے۔ حسن خان ایک جگہ اس بات کو خود تسلیم بھی کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں" کیپٹن محمد خان رات بھر دشمن کو ہماری تعداد کے بارے میں مبالغے سے کام لیتے ہوئے خوف زدہ کرتے رہے تھے اور صبح انہیں یہ پھسلا وادے بیٹھے تھے کہ کچھ لو کچھ دو فارمولے کے تحت وہ (سکھ، ڈوگرے) کچھ راشن، ایمونیشن اور اٹھا لے جاسکنے والے ہتھیار ساتھ لیں اور ایک طرف کو نکلیں" صفحہ 11 رسالہ سد پارہ، کرنل حسن اردو ڈائجسٹ جون 1983ء میں لکھتے ہیں "دیکھا تو دریا پار مسلمان سپاہی، سکھ اور ڈوگرہ فوجی مورچوں میں ایک دوسرے پر جھپٹنے کے موڑ میں تھے۔ لفٹنٹ نادر علی کچھ نفری کے ساتھ الگ ایک ٹیکری پر دشمن کو بھک سے اڑانے کا ارادہ کیے بیٹھے تھے۔" پھر لکھتے ہیں "ہمیں دیکھ لینے کے بعد دشمن سپاہیوں پر گھبراہٹ طاری ہوگئی"۔

صوبیدار شیر علی جگلوٹ چوکی کو سرنگوں کرنے کے حوالے سے کہتے ہیں "جگلوٹ چوکی کا صفایا کرنے کے بعد ابھی ہم لاشوں کو ٹھکانے لگانے کی کوشش میں تھے کہ بونجی کی طرف سے مارٹر اور مشین گن کے فائر نے ہمیں آلیا"۔ کیپٹن محمد خان بونجی سے جگلوٹ فائرنگ کے حوالے سے کہتے ہیں" کرنل مجید کی غیر حاضری میں کیپٹن بلد یو سنگھ بٹالین کا سینئر کمانڈر تھا۔ سکاوٹس کی کاروائی نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔ بونجی میں سکھ اور ڈوگرہ کمپنیاں رہ گئی تھیں۔ میں نے ہندوؤں اور مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کی" (قراقرم ہندوکش) یہی وجہ ہے جب لٹا پٹا ایک سکھ رات کو دریائے سندھ پار کر کے گیریژن پہنچا اور جگلوٹ کی تباہی کا حال سنایا تو کیپٹن بلد یو سنگھ اور کیپٹن محمد خان، لیفٹننٹ نادر علی، صوبیدار محمد علی نے مشورے سے جگلوٹ پر "3 مارٹر اور مشین گن کے فائر کھولے۔ جس کے نتیجے میں شیر علی اپنے سکوٹس کو لے کر ڈموٹ کے عقب میں چلا گیا تھا۔ فائرنگ کرنے والے محض مسلمان تھے جو اس کے لیے تربیت یافتہ تھے۔ سکھ اور ڈوگرے ریکروٹس تھے وہ ایسے ہتھیاروں سے فائر کے اہل نہ تھے۔ کیپٹن محمد خان کہتے ہیں "صوبیدار محمد علی جگلوٹ پر فائرنگ کر رہا تھا۔ اس کا ایک بھی گولہ نشانے پر نہیں لگ رہا تھا تو میں نے فائرنگ بند کرا دی"۔ جب کہ کرنل حسن کہتے ہیں "اسی فائرنگ کے نتیجے میں چلاس سکوٹس کے دو سپاہی شہید ہو چکے تھے۔ ان تفصیلات سے واضح ہوتا ہے بونجی گیریژن میں موجود مسلمان اور ہندو سکھ سپاہیوں میں مفاہمت تھی۔ ان میں کوئی تناؤ نہ تھا۔ صوبیدار محمد علی، لیفٹننٹ نادر علی وغیرہ بلد یو سنگھ کے احکامات پر عمل کر رہے تھے۔ کیپٹن محمد خان نے ہی سکھ ڈوگرہ افواج سے مفاہمت کر کے اسلحہ اور راشن لے کر بھاگ نکلنے کا موقع دیا اور یہ کسی مقابلے کے بغیر پہاڑوں کی طرف نکل گئے۔ حسن خان نے بہ حفاظت دریائے سندھ عبور کیا۔ شاہ خان اسی لیے کہتے ہیں کہ ہم ایک گولی چلائے بغیر بونجی میں داخل ہوئے۔ کیپٹن محمد خان نے دریائے سندھ کے کنارے سفید جھنڈیاں ہلا کر یہ ظاہر کیا کہ سکھ ڈوگرے کب کے رفو چکر ہو گئے ہیں اور وہ ان کے استقبال کے لیے موجود ہیں۔

جان عالم کی کہانی: اگست 1947ء میں جب گھنسارا سنگھ نے علاقے کا چارج لیا تو اس وقت جان عالم چلاس سکوٹس میں فرائض انجام دے رہا تھا۔ وہ ایک ٹانگ سے لنگ کرتا تھا۔ میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن اسے ٹریجر آئی لینڈ کے لانگ

جان سلور کے کردار کے طور پر یاد کرتے ہیں جو ایک مشہور سمندری قزاق تھا۔ وہ اپنی عیارانہ اور مغلق کردار کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔ جان عالم جب تک چلاس میں تھا، بونجی میں کرنل حسن کے ساتھ اس کے رابطے تھے۔ گھنسارا سنگھ نے مختلف رپورٹوں کی بنیاد پر اسے ملازمت سے برخاست کر دیا تھا۔

یکم نومبر 1947ء کو جب عبوری حکومت تشکیل پا رہی تھی، وہ مشاورتی مجلس میں موجود تھا اور بڑھ چڑھ کر کرنل حسن خان کا ساتھ دے رہا تھا۔ براؤن اور حیدر مشاورتی محفل میں اس کی موجودگی کا اطلاع دیتے ہیں۔ پھر جب کرنل حسن سکاؤٹس اور اپنی کمپنی کو لے کر جگلوٹ کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں تو وہ کرنل حسن کے کارواں میں شامل تھا۔

کرنل حسن جب جگلوٹ پہنچا تو وہ اپنی 1952ء کی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ " کچھ ڈوگرہ سکھ سپاہی اپنے عقب کو محفوظ کرنے کے لیے رام گھاٹ کے پل پر بھیجے گئے تھے۔ ان کی شومئی قسمت سے لفٹنٹ جان عالم (کرنل حسن نے اب انھیں لفٹنٹ بنا دیا تھا) میرے حکم کے تحت ایک دستے کے ساتھ پہلے ہی جگلوٹ سے چل کر وہاں پہنچا تھا۔ اس کے علاوہ ولی محمد اور محمد قاسم چلاس سے اپنے سپاہیوں کے ساتھ وہاں پر جان عالم سے مل گئے تھے۔ انھوں نے ایک مختصر جھڑپ کے بعد دشمن کو کافی جانی نقصان پہنچا کر بھگا دیا تھا اور پل نذرِ آتش کر دیا تھا۔ کہ استور اور سری نگر کی طرف کوئی نہ بھاگ سکے۔ یہ کالا دھواں اسی کا تھا۔ صفحہ 51۔

استور میں فاتحانہ، داخلہ کے عنوان سے اسی یادداشت میں لکھتے ہیں "صوبیدار شاہ سلطان دو سکوٹس پلاٹون کے ساتھ استور پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کر دیئے گئے۔ لفٹنٹ جان عالم کو بھی رام گھاٹ سے پیش قدمی کر کے آگے جانے کی ہدایت کی۔ یہ دونوں افسر اور ان کے ماتحت سپاہی بغیر ایک رات کی بھی مکمل آرام کیے۔ گلگت اور چلاس سے چل کر یہاں پہنچے تھے۔ چلاس والے تین دن 70 میل چلے تھے اور 40 میل مزید چلنا تھا۔ صفحہ 54۔

کرنل حسن اردو ڈائجسٹ جون 1983ء میں جان عالم کو چلاس میں دکھاتے ہیں جبکہ وہ ملازمت سے برخاست کیے جانے کے بعد گلگت میں تھے اور کرنل حسن کے ساتھ جگلوٹ کے کاروان میں شامل تھے۔ حسن خان لکھتے ہیں کہ "دراصل ہوا یہ کہ کیپٹن متھی سن چلاس سے سکوٹوں کی پانچ پلاٹونیں لے کر نکلے تھے۔ وہ خود جگلوٹ چوکی سے بارہ میل دور رائے کوٹ پل پر ہیڈ کوارٹر لگا کر بیٹھ گئے۔ اور جان عالم کو ایک پلاٹون کے ساتھ رام گھاٹ پل کی طرف روانہ کیا اور صوبیدار شیر علی کو چار پلاٹونوں کے ہمراہ چوکی پر قبضہ کرنے بھیج دیا۔ صفحہ 130۔

کرنل حسن اپنے استور پہنچنے کے بعد حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " گوری کوٹ پہنچے تو پتا لگا کہ ایک بزرگ خضر صورت انقلاب کی خبر لے کر سری نگر جانے چلم چوکی جا پہنچے تھے۔ ان دنوں جاگیروں اور بڑائیاں حاصل کرنے کا یہی طریقہ تھا۔ جان عالم کو جو کہ فوج سے استعفیٰ دینے کے بعد خود حاضر ڈیوٹی ہوئے تھے۔ آگے بڑھے اور ہمارے اس کرم فرما کو چلم چوکی سے ذرا آگے پکڑ کر استور حاضر کیا۔ جان عالم اور سلطان ایوب دونوں بھائی صحیح مجاہد اور مخلص افسر تھے۔ صفحہ 147۔ شمشیر سے زنجیر تک۔

چلاس سکوٹس کو جگلوٹ پیش قدمی کے احکام کس نے دیئے:

اس حوالے سے تفصیلی بحث آگے گزر چکی ہے کہ میجر براؤن نے 31 اکتوبر 1947ء کی شام کو گلگت سکوٹس کے منصوبے پر نظر ثانی کی اور اسی تاریخ کی آدھی رات کو چلاس سکوٹس کو پیش قدمی کے احکام دیے تھے۔ کیپٹن متھی سن نے احکام پا کر یکم نومبر 1947ء کو منہ اندھیرے جگلوٹ کی طرف پیش قدمی کی۔ تین دن کی مسافت طے کر کے شیر علی کے سکوٹس پلاٹونیں 3 نومبر کی شام تک اپنی منزلوں پر پہنچیں اور 3 نومبر کی شب اپنے اہداف حاصل کیے۔ اسی کے نتیجہ میں رام گھاٹ پر چلاس سکوٹس کا قبضہ ہوا۔ چھٹی انفنٹری جموں وکشمیر کے سکھ ڈوگرے 4 نومبر کی صبح اس طرف آئے لیکن سکوٹوں کی فائیرنگ اور پل جلتا دیکھ کر وہ چھاؤنی کی طرف واپس آئے۔ کرنل حسن سید مبارک حسین عاجز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ " یکم نومبر 1947ء کو گورنر کی طرف سے ایک پیغام کرنل مجید کو بھیجا جس میں کہا گیا تھا کہ کرنل اور ہیڈ کوارٹر کمپنی کمانڈر میجر احسان علی فوراً گلگت پہنچیں۔ گورنر کا پیغام ملتے ہی یہ دونوں 2 نومبر کو بونجی سے مناور پہنچے۔ جہاں فوراً ہی انھیں حراست میں لے لیا گیا۔ اس سے اگلے دن چلاس سکوٹس کو حکم بھیجا گیا کہ وہ آگے بڑھ کر جگلوٹ اور رام گھاٹ والے سکھ فوج اور ڈوگرہ چوکیوں پر حملہ کر دیں گے۔ صفحہ 35۔ اپنی 1952ء کی یاداشت میں لکھتے ہیں۔ "اس سے پہلے چلاس سکوٹس کو جگلوٹ اور رام گھاٹ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ جگلوٹ دریائے سندھ کے شمالی کنارے پر بونجی کے عین مقابل ایک ملٹری اوٹ پوسٹ تھی۔ یہاں پر سکھوں کا ایک دستہ جمیت سنگھ نامی ایک ڈوگرہ افسر کے تحت شمال کی طرف سے چھاؤنی کی حفاظت کرتا تھا صفحہ 46۔

ڈگری کالج کے میگزین (سدپارہ) میں لکھتے ہیں کہ "ہماری خفیہ تنظیم کے کچھ لوگ دل سے اب تک براؤن کے ساتھ تھے۔ اور ہمارے ساتھ زبانی مدارت تھے۔ انھوں نے ہماری سکیم کے بال کی کھال اس کے پاس اتاری تھی۔ اس نے ہمارے ارادوں کو اٹل پا کر 27 اکتوبر ہی کو ہم سے پیش قدمی کا اعزاز چھیننے کے لیے چلاس سکوٹس کو جگلوٹ اور رام گھاٹ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا تھا۔ صفحہ 8.

بے باک 1973ء میں کرنل حسن کہتے ہیں کہ "اسی اثنا میں میجر احسان علی اور کرنل مجید جو میرے فرضی پیغام پر گلگت آرہے تھے۔ ان کو بھوپ سنگھ پڑی میں میری کمپنی نے گرفتار کیا۔ (حالانکہ یہ کام صوبیدار صفی اللہ بیگ اور سکوٹس کا تھا) یہ واقعہ 2 نومبر کا ہے۔ میں نے اسی روز تار، ٹیلی فون اور دوسرے مواصلاتی ذرائع ختم کر دیے تا کہ گلگت کی آزادی کی خبر سری نگر اور بونجی میں مقیم سکھ اور ڈوگرہ فوجیوں تک نہ پہنچے۔ 3 نومبر کو میں اپنی کمپنی کے جوانوں، ہنزہ سکاؤٹس گلگت سکاؤٹس کو بھی ساتھ ملا لیا۔ ہم لوگ بونجی چھاؤنی پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں نے اسی روز وائرلیس پر چلاس سکوٹس کو ایک پیغام بھیجا۔ ہم نے گلگت پر قبضہ کر کے بونجی چھاؤنی کی طرف پیش قدمی شروع کر دی ہے تم لوگ فوراً تیار ہو کر جنوب مشرق کی طرف آگے بڑھو اور رام گھاٹ کے مشہور پل پر قبضہ کر لو۔ صفحہ 19.۔

شمشیر سے زنجیر تک میں بھی ڈگری کالج میگزین والی بات دہراتے ہیں۔ اگر کرنل حسن نے چلاس سکوٹس کو 2 نومبر کو

وائرلیس پیغام بھیجا تھا تو وہ پانچ نومبر کو ہی جگلوٹ پہنچے"۔3 نومبر کے جگلوٹ واقعات کیسے ہوئے۔اس طرح نقل وحمل اور مواصلات کے ذرائع سکوٹوں نے 31 اکتوبر 1947ء کو ہی منقطع کیے تھے۔کرنل حسن نے دو نومبر کو ایسا نہیں کیا۔کیونکہ سکوٹوں نے 31 اکتوبر کو مواصلات کے ذرائع منقطع کر کے رات کو کاروائیاں شروع کی تھیں۔

استور پر شاہ سلطان اور جان عالم کے حملے

کرنل حسن اپنی 1952ء کی یاداشت میں لکھتے ہیں کہ "وہ 5 نومبر کو بونجی پہنچا۔بونجی پہنچتے ہی میں نے فوراً صوبیدار شاہ سلطان کو دو سکاوٹ پلاٹون کے ساتھ استور قبضہ کرنے کے لے روانہ کیا اور ساتھ ساتھ جان عالم کو بھی استور کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے کہا۔

پھر کہتے ہیں کہ " 5 نومبر کو کیپٹن محمد خان کو استور روانہ کیا تا کہ وہ بھاگتے دشمن سے پہلے استور پہنچ کر علاقے پر قبضہ کرے۔دشمن پہاڑ کے راستے سے آگے بڑھ رہا تھا، میں نے بھی ان کا پیچھا کیا۔کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ وہ دیہاتیوں کا قتل عام نہ کرے لیکن دشمن پہاڑوں میں چھپ گیا۔خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس اثنا میں تین دن رات بارش و برف باری متواتر جاری رہی۔اس سے دشمن کے راستے مسدود ہو گئے۔اور ہمارے سپاہی ان سے پہلے استور پہنچ گئے۔لیکن جلد ہی استور سے کمک کی درخواست آئی۔میں بھی مزید کچھ دستے لے کر استور پہنچ گیا۔شاہ خان کا دستہ میرے ساتھ تھا۔اور باقی چالاس سکوٹس رام گھاٹ سے ہوتے ہوئے میرے ساتھ مل گئے۔

بونجی سے پیش قدمی کرتے ہوئے سکوٹس نے بڑی احتیاط کے ساتھ سڑکوں، پلوں اور فوجی گداموں پر قبضہ کر لیا تھا۔ دشمن چند دن تک تو پہاڑوں میں بھٹکتا رہا لیکن بالاخر لاچار ہو کر چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں سڑک پر اترنا شروع ہوا۔جس نے دریائے استور پار کر کے بھاگنے کی کوشش کی وہ مارا گیا۔سب سے زیادہ سکھ رام گھاٹ کے پل کے پاس مارے گئے" صفحہ 56۔

اردو ڈائجسٹ جون 1983ء میں لکھتے ہیں کہ "ہم باقی ماندہ افسروں اور جوانوں کو لے کر جھالے کے ذریعے رام گھاٹ پار کر کے استور کی طرف روانہ ہوئے۔یہاں ایک گلگتی اسکاوٹ کمپنی صوبیدار فردوس علی، نائب صوبیدار محمد ولی، نائب صوبیدار رحمت علی اور محمد قاسم کے ساتھ ہم سے آملے ہم آگے بڑھے۔دشمن دریا پار کرتے کرتے ہمارے قابو میں آتا گیا۔وہ ہتھیار اور ایمونیشن اس حساب سے ہمیں لوٹا رہے تھے۔جیسے محمد خان نے بونجی سے انھیں دیے تھے۔استور پہنچے تو لوگوں نے ہمارا خوب استقبال کیا۔صفحہ 135۔

استور کے ڈاک بنگلے میں ہم سول انتظامیہ تشکیل دے رہے تھے۔اطلاع ملی دشمن کا ایک گروہ دریا پار کر رہا ہے۔لفٹنٹ سکھ دیو سنگھ ڈوگرہ قافلے کے آگے آگے اور کیپٹن بلدیو سنگھ پیچھے پیچھے ایک عجیب عالم سکون میں پل پار کر رہے تھے۔آدھے ادھر آدھے ادھر کہ صوبیدار جان عالم اور ان کے ساتھیوں نے انھیں اچانک جالیا۔ایک پلاٹون بچ کر گوری کوٹ کی طرف نکلی تھی۔صوبیدار شاہ سلطان کو ان کے پیچھے بھیجنا پڑا۔صفحہ 136۔سدبارہ میں لکھتے ہیں کہ "6 نومبر کو دو کمپنیاں کیپٹن محمد خان کے ساتھ استور روانہ کیا تا کہ دشمن کو کشمیر بھاگنے سے پہلے روکا جاسکے۔

بے باک کے انٹرویو میں لکھتے ہیں کہ " کیپٹن محمد خان کی پیش قدمی دشکن کے مقام پر سست پڑ گئی تھی۔ یہاں ڈوگرہ، سکھ اور گورے بھاری تعداد میں جمع تھے اور شدید مقابلہ ہو رہا تھا۔ ہم محمد خان کی مدد کے لیے پہنچے۔ ہم نے دوسرے روز حملہ کر دیا۔ دوپہر تک ہمارا اتنا دباؤ بڑھا کہ دشمن میدان چھوڑنے لگا۔ دشمن نے ہتھیار ڈال دیے۔ دشمن کے ساڑھے چار سو سپاہی مارے گئے۔ سو کے قریب زخمی ہوئے اور 470 قیدی بنا لیے گئے۔

کرنل پھر کہتے ہیں کہ "اب میں نے استور پر قبضہ کرنا تھا۔ دشمن کے مورچے قلعہ میں تھے۔ دشمن نے تھوڑی دیر مقابلہ کیا اور بھاگ نکلا۔ صوبیدار صفی اللہ بیگ اپنی کمپنی کے ساتھ قلعہ میں داخل ہوا۔ اس مقام پر صوبیدار صفی اللہ بیگ، نائب صوبیدار محمد ایوب اور لفٹننٹ زاعفر نے بہادری اور جوان مردی دکھائی۔ صفحہ 21۔

استور پر حملہ کے لیے صوبیدار شاہ سلطان اور جان عالم کو بھجوایا گیا تھا لیکن یہاں ان کا پتا نہ چلا، کچھ اور لوگوں کو لڑتے دکھایا گیا ہے۔ حقیقت میں استور دشکن، ہرچو، گوری کوٹ میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ نہ کوئی لوگ مارے گئے۔ شمشیر سے زنجیر تک میں کرنل حسن خود لکھتے ہیں کہ "جب ہم رام گھاٹ پار کر کے جنوب کی طرف بڑھے تو واقعی دشمن افتاں وخیزاں ٹولہ ٹولہ پایاب۔ جگہوں سے دریا پار کر کے استور کی طرف جانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا تھا۔ جگہ جگہ ہم اسے کٹ آف کر کے گرفتار کر کے لے جا رہے تھے۔ حق بات تو یہ ہے اس کی راہ میں برف، بھوک اور بے تحاشا نشیب وفراز کے علاوہ دریائے استور بھی حائل تھا۔ عجب بااخلاق اور بامروت دشمن تھا کہ کہیں بھی گولی چلانے کی متشددانہ کارروائی میں اس نے پہل نہیں کی صفحہ 146۔

کرنل صاحب پھر لکھتے ہیں کہ "ہم دشمن سے چند منٹ پہلے استور پہنچے تو کیپٹن بلدیو سنگھ اپنی کمپنی کے ساتھ ڈاک بنگلہ کے سامنے نڈھال استور میں داخل ہو رہے تھے۔ ہم نے انھیں جنگی قیدی بنا کر بیرکوں میں بھیجا۔ صفحہ 146۔

2 نومبر 1947ء کے واقعات

1. میجر براؤن نے گلگت سکاؤٹس کے درزی کے ذریعے مقررہ تخصیصات کے مطابق پاکستانی جھنڈا تیار کروایا۔
2. راجہ شاہ رئیس کے مطابق اس نے ہنزہ اور گوپس کی طرف متعین سکاؤٹس کو فوراً گلگت پہنچنے کے احکام دیے۔
3. وزیر غلام عباس کو تحصیلدار مقرر کیا گیا اور ان کے ذریعے مختلف علاقوں میں مراسلے تحریر کیے گئے کہ لوگ افواج کے لیے راشن کا انتظام کریں۔ بقول راجہ شاہ رئیس خان جلد ہی 25 ہزار من تک گندم پہنچ گئی تھی۔
4. میجر براؤن کو دو برقی پیغامات موصول ہوئے۔ ایک پیغام خان عبدالقیوم وزیراعلیٰ سرحد کا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ حکومت پاکستان سے رابطہ ہو چکا ہے احکام کا انتظار کیا جائے۔ اس دوران نظم وضبط قائم رکھنے کے لیے پوری کوشش کی جائے۔ دوسرا پیغام کرنل بیکن پولیٹکل ایجنٹ خیبر کا تھا جس میں براؤن سے کہا گیا تھا کہ اگر اس کی ذات کو کوئی خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ ہنزہ چلے جائیں۔ سوات اور چترال کے ذریعے آپ سے رابطہ کیا جائے گا۔

5. مطابق ڈائیری حیدر 2 نومبر " کرنل مجید کو گرفتار کیا گیا۔ حسن خان رائفلو یا راشن چاہتے اب شام ہو چکی تھی میں واپس آیا۔ براؤن سے ملا۔ ایس۔ایم بھی وہیں تھا۔ اسے بتایا کہ ملایاں اس کی زندگی کے درپے ہیں۔ اس کے بنگلے کی حفاظت ضروری ہے۔ آج ان کی حسن کے ساتھ سخت تلخی ہوئی۔ ان کے الفاظ میں "Hyder you will get me hanged" میں نے کہا یا ہم دونوں متفق ہو جائیں یا ہم دونوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ ایس۔ایم نے ہمارے درمیان مفاہمت کرا دی۔ یاد رہے کرنل مجید یکم نومبر کو گرفتار ہوئے تھے۔

3 نومبر 1947ء کے واقعات سب سے اہم کاروائی ایجنسی ہاؤس، گلگت سکاؤٹس ہیڈکوارٹر پر پاکستانی جھنڈا لہرانے کی ہوئی۔ میجر براؤن، صوبیدار میجر بابر نے اس اہم کام کو خوبصورتی سے نبھایا۔ تفصیلات آگے بیان ہوئی ہیں۔ بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ بھی 3 نومبر کو جھنڈا لہرانے کی تصدیق کرتے ہیں۔ اس دن گھنسارا سنگھ ایک اور واقعہ کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ میں:۔

"It was on 3rd Nov 1947 that Lt Col Abdul Majeed and Sub Major Babar Khan came to me. SM brought one typed telegram in which they had written charge of Gilgit as handed over to Gilgit government etc".

میں نے تار پر دستخط سے انکار کیا لیکن مجھے کہا گیا کہ اگر میں نے اس تار پر دستخط نہیں کیے تو گلگت میں موجود تمام غیر مسلموں کو ہلاک کیا جائے گا۔ میں نے مجبوراً تار پر دستخط کیے صفحہ 35۔ گلگت 1947 سے پہلے۔

حیدر کی ڈائیری کے مطابق 3 نومبر کی صبح کو کرنل حسن بھوپ سنگھ پڑی کی طرف روانہ ہوا۔ راجہ شاہ رئیس خان، میجر براؤن اور حیدر کی میٹنگ ہوئی۔ حکومت پاکستان اور آزاد کشمیر کو لیٹر لکھے گئے۔ تمام غیر مسلموں کو سکاؤٹس لائینز میں شفٹ کیا گیا۔ 3 نومبر کو کیپٹن سعید اور غلام مرتضیٰ ہنزہ سے سکاؤٹس کے ساتھ گلگت وارد ہوئے۔ بونجی کی ٹیلی گراف لائن کی مرمت کی گئی اور اسے کارآمد بنایا گیا۔ کیپٹن بلدیو سنگھ کا برقی پیغام گورنر کے نام موصول ہوا کہ مخالف قبائل نے پرتاب برج اور جگلوٹ چوکی پر حملے کیے ہیں۔ دشمن نے رام گھاٹ برج پر بھی اپنا قبضہ جمالیا ہے۔ حالات دگرگوں ہیں۔ یہ پیغام براؤن 3 نومبر کے دن کا بتاتا ہے۔ جبکہ تمام واقعات 3 نومبر کی رات کو ہوئے۔ یہ تار برقی 4 نومبر کی صبح کا ہو سکتا ہے۔

4 نومبر 1947ء کو ہنزہ، نگر کے میروں کی طرف سے پاکستان سے الحاق کے کاغذات موصول ہوئے۔ براؤن، حیدر اور شاہ رئیس خان کی ایک میٹنگ ہوئی اور یہ کاغذات حکومت پاکستان کو مرسل کیے گئے۔ حیدر کہتے ہیں کہ پرتاب۔ پل کے جلانے اور جگلوٹ سکھ چوکی کی تباہی کی خبر ملی۔ ظاہر ہے 3 نومبر کو جو واقعات رونما ہوئے اس کی خبر 4 نومبر کو گلگت میں ملی۔

اسی دن میجر براؤن اور صوبیدار میجر بابر جگلوٹ کی طرف روانہ ہوئے کیونکہ میجر براؤن کیپٹن متھی سے ملنا

چاہتا تھا۔ ہنزہ اور نگر سے الحاق کے برقی پیغامات اس نوعیت کے تھے:۔

"Hunza State

Telegram by wireless telegraph Gilgit

3 Nov

To: Quaid-e-Azam Governor General of Pakistan

I declare with pleasure on behalf of myself and my state accession to Pakistan.

Signed Mir Jamal Khan

Mir of Hunza Camp Gilgit

3 Nov 1947.

Copy to: 1. HH Sir Agha Khan c/o Agha Saloon

2. Col R.N Bacon, Palitical Agent Khyber ".

میر نگر کی دستاویز کورے کاغذ پر اردو میں لکھی ہوئی تھی اور کہا گیا تھا کہ وہ اور اس کی رعایا پاکستان میں الحاق کرتے ہیں۔

دستخط میر شوکت علی خان

4 نومبر 1947ء شام سات بجے کے قریب میجر براؤن اور صوبیدار میجر بابر جگلوٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ 4 نومبر اور 5 نومبر کی رات ایک، دو بجے کے قریب تھلچی پہنچے۔ متھی سن نے سکاؤٹس کی چلاس سے روانگی کے حوالے سے بتایا کہ کس طرح سکاؤٹس کے پہلے دستے کو قلعہ کے دروازے سے قرآن کے سایے میں باہر نکالا گیا۔ پھر کس طرح اور دستے روانہ کیے گئے اور خود اس نے تھلچی میں اپنا ہیڈ کوارٹر کیم نومبر کو قائم کیا۔ اس وقت تک جگلوٹ، پرتاب برج اور رام گھاٹ سے تفصیلی خبریں ان تک نہیں پہنچی تھیں۔ متھی سن نے بتایا جہاں تک میرا اندازہ ہے سکاؤٹس نے منصوبے کے مطابق اپنی سرگرمیاں کامیابی سے مکمل کی ہونگیں۔ متھی سن نے بتایا پروگرام کے مطابق فیض امان کو رام گھاٹ، نادل شاہ کو پرتاب برج بھیجا گیا تھا۔ جگلوٹ چوکی سمیت تمام کاروائیوں کی نگرانی صوبیدار شیر علی نے کی تھی۔

میجر براؤن نے گلگت میں وقوع پذیر تمام واقعات سے کیپٹن متھی سن کو روشناس کیا۔ براؤن اور متھی سن نے قریبی مستقبل کے بارے میں غور و فکر کیا۔ ان کا خیال تھا اگر ہندوستان نے اس وقت کوئی فوج بھیجی تو وہ برزل کو استعمال کر سکتا تھا۔ کیونکہ اس پر کم برف پڑی ہے جبکہ قمری، بابوسر، کامک وردی، بارائی درے برف سے ڈھک چکے ہیں۔ اس لیے ہماری ساری توجہ برزل پر ہونی چاہیے۔ انھوں نے فیصلہ کیا ایک مضبوط پلاٹون کو برزل کی طرف روانہ کیا جائے گا۔

5 نومبر 1947ء میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن دوپہر کے قریب تھلچی سے جگلوٹ پہنچے۔ صوبیدار شیر علی اور اس کا سکاؤٹس

دستہ استقبال میں موجود تھا۔ شیر علی نے بتایا کہ حسن خان کے احکام یہ تھے کہ ہمارا یہ دستہ جگلوٹ میں ہی مقیم رہے۔ اس لیے میں یہاں موجود ہوں۔ میجر براؤن کہتے ہیں کہ یہی وجہ تھی کہ صوبیدار شیر علی نے تھلچی سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔

میجر براؤن، کیپٹن متھی سن، صوبیدار میجر بابر خان چار بجے کے قریب بونجی ہیڈ کوارٹر پہنچے۔ یہاں براؤن کے بقول کرنل حسن کے ساتھ ضروری گفت وشنید ہوئی۔ وہ کہتے ہیں %90 سکھ اور ڈوگرہ سپاہی پہاڑوں کی طرف بھاگ نکلے تھے۔ تاہم 250 تک سکھ ڈوگرہ نفری رام گھاٹ برج کی طرف گئی تھی اور وہی خطرے کا باعث تھی۔ ہم نے 5 نومبر کی رات بونجی میں گزارنے کا فیصلہ کیا اور اپنے سکاؤٹس کو رات بھر کے لیے چوکس رکھا۔ ہمارے اور کرنل حسن کے درمیان طے ہوا بقول میجر براؤن۔

"We both agreed that if we did go down that night we would go down fighting, and with that determination in our minds we returned to the mess to join the others. Page.201".

میجر براؤن کہتے ہیں کہ اسی دن میں نے جمعدار شاہ خان کو فیلڈ مارشل حسن خان کا اے ڈی سی مقرر کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ انکے اپنے الفاظ میں:۔

"The latter was much flattered and thanked me profusely. Page 201".

رات کو دشمن کی طرف سے مشین گن فائیرنگ ہوئی۔ سکاؤٹس نے جواب میں دفاعی فائیرنگ کی۔ مشین گن کی فائیرنگ سے ہمارے شیشے کی کھڑکیاں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوئی۔ بہرحال فائیرنگ آہستہ آہستہ ہو کر ختم ہو گئی۔ میجر براؤن کی یہ باتیں حقیقت سے لگا نہیں کھاتیں۔ سکھ، ڈوگروں کو اپنی جان کے لالے پڑے تھے انھیں چھپنے کے لیے جگہ نہیں مل رہی تھی، سردی، بھوک، راستہ کی نارسائی سے وہ ٹوٹ پھوٹ چکے تھے۔ یہی وجہ ان کی بڑی تعدار نے دوسرے دن پہاڑوں سے واپس آکر ہتھیار ڈالے تھے۔ 6 نومبر کی صبح 2/3 سکھ، ڈوگرہ فوجوں نے بونجی کیمپ پہنچ کر اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ 1/3 سکھ ڈوگرے پہاڑ میں پناہ گاہوں کی تلاش میں بھٹکتے پھرتے رہے۔

میجر براؤن کہتے ہیں 6 نومبر کو گلگت نکلنے سے پہلے میں نے حسن خان کے ساتھ بلتستان اور کشمیر کی طرف حملوں کے حوالے سے گفتگو کی۔ میں نے حسن خان سے کہا کہ وہ ٹوٹی پھوٹی چھٹی کشمیر انفنٹری کو ایک مکمل مسلح دستہ بنا دے۔ محمد خان، احسان علی، محمد سعید کو اس انفنٹری میں لے لے۔ اور مقامی آفیسرز کو خالی آسامیوں میں ترقی دیکر انفنٹری کو مستحکم کردے۔ میں سکاؤٹس کی کچھ نفری آپ کے حوالہ کروں گا۔ بقول میجر براؤن۔

"I shall give you a small hand picked skelton force of Scouts to act as guide, interpreters and skirmishes. You can appreciate why I cannot spare more. Then you push of with this force through Har

mosh and Baltistan to Skardu (Page 203)

میجر براؤن کا خیال تھا کہ کیپٹن نیک عالم ملتستان میں حسن کا ساتھ دیگا اور ڈوگروں پر یہاں یوں غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ حسن نے کہا کیپٹن متھی سن میں آپ کو اس سیکٹر کا کمانڈر مقرر کرتا ہوں میجر براؤن کے الفاظ میں۔

"Captain Mathieson, I am appointing you Sector Commander, you are responsible for all troops in this Sector. And he waved his left hand vaguely in the direction of Nanga Parbat and his right towards Harmosh" (page 206)

میجر براؤن کہتے ہیں ہم نے گولہ بارود کا سٹور دیکھا۔ ان کے الفاظ کے مطابق۔

"There were 119 boxes of 303 rifles ammunition containing in all 117,127 round as well as quantiities of grenades, mortors bombs and Sten Guns ammunition etc"

میجر براؤن کہتے ہیں میں نے صفی اللہ بیگ کی ذمہ داری لگا دی تھی کہ وہ اسلحہ کو گلگت پہنچا دے (حسن خان اور براؤن کے درمیان 5 نومبر کو فیصلہ ہوا تھا کہ حفاظت کی خاطر اس اسلحہ کو گلگت منتقل کیا جائے گا)

اسی دن میجر براؤن، کیپٹن متھی سن، صوبیدار میجر بابر گلگت پہنچے۔ میجر براؤن کہتے ہیں گلگت روانگی سے پہلے میں نے صوبیدار شیر علی کو جنگلوٹ، تھیلیچی، رام گھاٹ، پرتاب پل کی مکمل ذمہ داری سونپ دی۔ سب انجینئر تعمیرات عامہ کو پرتاب پل کی مرمت کے احکام دیے گئے۔ خان عبدالقیوم وزیر اعلیٰ سرحد کو کرنل بیکن کے ساتھ گلگت آنے کے لیے درخواست کی گئی۔ بقول حیدر راجہ شاہ رئیس خان راجہ گلگت بننے کی خواہش سے اب تک دستبردار نہیں ہوا تھا۔

<u>7 نومبر 1947ء</u>

خان عبدالقیوم خان وزیر اعلیٰ سرحد کا پیغام موصول ہوا کہ گلگت پر غور ہو رہا ہے۔ میجر براؤن کہتے ہیں صوبیدار غلام مرتضیٰ جو قلمدرچی سے فارغ ہو کر آیا تھا نے مجھ سے ملاقات کی اس نے یونین جیک جو قلمدرچی میں لہرایا جاتا تھا میرے حوالہ کیا۔ میں، غلام مرتضیٰ پر بڑا اعتماد کرتا تھا یہی وجہ تھی میں نے اسے گریز، تراکیل ایریاز میں دشمن کے افواج کی نقل و حرکت معلوم کرنے اور یہاں کی تاجروں کے مال و اسباب کو جو گریز میں پڑا تھا گلگت پہنچانے کی ذمہ داری سونپ دی اور اسے ایک مضبوط سکاؤٹس پلاٹون کے ساتھ روانہ کیا۔

بونجی سے اسلحہ بارود خچروں سے گلگت پہنچنا شروع ہوا، جمعدار فدا علی کوارٹر ماسٹر نے دن رات ایک کر کے اس اسلحہ بارود کو محفوظ کیا۔ 7 نومبر 1947ء کو کیپٹن محمد خان ایک بڑے فوجی دستے کے ساتھ استور روانہ ہوا تا کہ بھگوڑے سکھ اور ڈوگرہ سپاہیوں کو استور پہنچنے سے پہلے گرفتار کیا جا سکے۔

میجر براؤن کہتے ہیں میں نے تمام مقامی دفاتر کو باقاعدہ کھولنے کے احکام دیے۔ مقامی مڈل سکول بھی اس دوران کھل گیا۔

9 نومبر 1947ء

کرنل حسن کہتے ہیں وہ ۹ نومبر کو کیپٹن محمد خان کے پیچھے پیچھے استور پہنچا دشمن گرفتار ہو رہا تھا۔ بقول حسن مفرور سکھوں اور ڈوگروں کے درمیان دریائے استور حائل تھا۔ یہ لوگ برف، بھوک اور بے تحاشہ نشیب وفراز کی وجہ سے بے حال ہو رہے تھے۔ کہیں بھی گولی چلانے کی متشدانہ کاروائی میں اس نے پہل نہیں کی۔ حسن خان کہتے ہیں اس نے محمد اسماعیل کو نائب تحصیلدار اور عبدالحمید کو سب انسپکٹر پولیس تعینات کیا۔ اس دن لفٹیننٹ کرنل عبدالمجید بونجی کی طرف روانہ ہوا اسے بارہ سو روپے دیے گئے۔ یہ رقم اس نے چھٹی انفنٹری کے حساب سے واپس کرنی تھی۔ احسان علی اور وزیر ولایت کو انتظامیہ میں لیا گیا تا کہ مقامی انتظامیہ کو مضبوط بنایا جا سکے اور ان کے تجربات سے فائدہ حاصل کیا جا سکے۔ میجر براؤن نے ایک وائرلیس پیغام کرنل بیکن کو درج ذیل متن کا روانہ کیا

"To : Col Bacon

From : Brown

Doing utmost to keep situation under control but cannot do so indefenitely owing excessive internal intrigue. Imperative representive from Pakistan arrive immediately. moral effect of even short visit would reassure population. Page 215 Gilgit rebellion.

10 نومبر 1947ء

میجر براؤن نے کوہ غذر، یاسین میں حالات کو پرسکون رکھنے کے لیے مہتر چترال کو ایک برقی پیغام مرسل کیا اور ان سے درخواست کی گئی کی راجہ غلام دستگیر کو ان علاقوں میں کوئی ہلچل پیدا کرنے سے روکا جائے۔ کیپٹن متھی سن کو سکاؤٹس کا کوارٹر ماسٹر اور ایڈ جوٹنٹ مقرر کیا گیا تا کہ حیدر سے جو کہ کمشنر کا فریضہ بجا رہا تھا، بوجھ کم ہو، بونجی سے حاصل کردہ ایمونیشن کو مختلف محفوظ مقامات پر سٹور کیا گیا۔ حیدر کی ڈائری کے مطابق گفٹ بکسز کھولے گیا ان میں تین گھڑیاں، تین کیمرے اور کپڑا تھا، اس کو سرکاری مال خانے میں داخل کیا گیا۔ کیپٹن متھی سن کو خزانے سے بارہ سو روپے دیے گئے۔

11 نومبر 1947ء

میجر براؤن کے پیغام کے جواب میں مہتر چترال کا برقی پیغام درج ذیل موصول ہوا

"To : Major Brown

From : Mehtar of Chitral

I am ready to give every help on instructions from Pakistan Govt. Please approch Pak Govt on this subject also please inform whereabouts of Ghulam Dastgir and Muhammad Wazir"

ساتھ ساتھ ایک اور پیغام بھی موصول ہوا جس میں مہتر نے استفسار کیا تھا کہ آیا سکاؤٹس نے پاکستان میں شمولیت کا اظہار کیا ہے یا نہیں۔

لفٹیننٹ حیدر اپنی 11 نومبر کی ڈائری میں لکھتے ہیں۔ غنیم سے لیا گیا اسلحہ کھلے عام بونجی میں بک رہا تھا اس پر کوئی کاروائی نہیں ہو رہی تھی وہ پھر کہتے ہیں کہ پبلک میں کچھ لوگ غیر مسلموں کو تہ تیغ کرنا چاہتے ہیں ہم نے یہ فیصلہ کیا ایسی کسی تحریک کو مضبوط ہاتھوں سے کچلا جائے گا۔ راجہ شاہ رئیس خان آج بھی راجہ گلگت بننا چاہتا ہے اور وہ گلگت کو اس راجگی کے اندر آزاد رکھنا چاہتا ہے۔ جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کے پاس اس علاقے کو آزاد رکھنے کے وسائل کیا ہیں تو وہ چپ سادھ لیتے ہیں۔ حیدر مزید کہتے ہیں ان کے الفاظ کے مطابق۔

"Sunni/Shia question raised to ugly head though not dangerously".

میجر براؤن سے کہا گیا کہ وہ کرنل بیکن سے پھر سے رابطہ کرے۔ حکومت پاکستان سوئی ہوئی ہے۔ مزید تاخیر کی صورت میں حالات دگرگوں ہو سکتے ہیں۔ بونجی میں قیدی محبوس تھے۔ انھیں زیادہ دیر تک رکھا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ ان کے اخراجات برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

11 نومبر 1947 کو کرنل بیکن کا میجر براؤن کے نام اہم پیغام درج ذیل الفاظ میں موصول ہوا۔

"To : Major Brown

From : Bacon

Pakistan representive arriving Gilgit by Air approximately 1000 hrs 16 Nov. Suggest Mirs and Rajas be asked to meet him Gilgit as soon as possible after arrival" Page 218 Gilgit rebellion.

12 نومبر 1947ء

صوبیدار میجر بابر اور کیپٹن سعید درانی بونجی روانہ ہوئے۔ لفٹیننٹ حیدر اپنے دفتر میں فرائض نبھاتا رہا۔ سب انجینئر کو پرتاب پل کی تعمیر کا کام ہاتھ میں لینے کے لیے کہا گیا۔ میجر براؤن اور کیپٹن متھن سن نے نئے پولیٹیکل ایجنٹ کی آمد کے حوالے سے گلگت کے حالات پر ایک تفصیلی رپورٹ تیار کرنا شروع کر دی۔

13 نومبر 1947 حیدر کی ڈائری کے مطابق پوسٹ ماسٹر سے کہا گیا کہ وہ حکومت پاکستان سے قرضے کے لیے رابطہ کرے۔ کاشغر کونسلیٹ کے لیے قرضے کی فراہمی پر بھی غور ہوا۔

14 نومبر 1947ء

معلوم ہوا کہ سردار محمد عالم نامی شخص بطور پولیٹیکل ایجنٹ گلگت آ رہا ہے اس دن ایک امریکی میجر رین سن اور اس کی بیوی کاشغر کی طرف سے گلگت آئے۔ میجر براؤن نے ان کی خوب مدارت کی۔

15 نومبر 1947ء

لفٹیننٹ حیدر کی ڈائری کے مطابق اسٹنٹ انجینئر کو عدم تعمیل احکام کی بنا پر گرفتار کیا گیا۔ چونکہ دوسرے دن سردار محمد عالم پولیٹیکل ایجنٹ کے طور پر گلگت آ رہا تھا اس لیے ایک ڈھولچی کے ذریعے بازار میں اعلان کیا گیا تا کہ لوگوں کو احساس تحفظ حاصل ہو اور نئے مہمان کی آؤ بھگت کی تیاری کر سکیں۔

16 نومبر 1947ء

آج گلگت کو خوب سجایا گیا تھا۔ سبز سرخ، نیلی جھنڈیاں جگہ جگہ لہرائی گئی تھیں۔ گلگت پل کے دونوں کناروں پر استقبالی گیٹ بنائے گئے تھے اور ان کو صنوبر، چیڑ کی سبز جھاڑیوں سے ڈھانپا گیا تھا۔ خوش آمدید، اہلاً وسہلاً و مرحباً کے نعروں سے مزین پھریرے، علم جگہ جگہ آویزاں تھے، سڑکوں پر پانی چھڑک کر گرد و غبار کو بٹھا دیا گیا تھا۔ لوگ جوق در جوق پرانے ایر فیلڈ (موجودہ قراقرم یونیورسٹی) کی طرف چلے جا رہے تھے۔ عام لوگوں کا کیا، ہمارے صدر آزاد حکومت گلگت ایک گھوڑے پر سوار عمائدین کے جھرمٹ میں ہوائی میدان کو نو داس پہنچ چکے تھے تا کہ پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کا استقبال کرے۔ میجر براؤن، کیپٹن متھی سن، صوبیدار میجر بابر ایک سکاؤٹس دستے کے ساتھ یہاں موجود تھے، سکاؤٹس دستہ نے گارڈ آف آنر پیش کرنا تھا جسے صوبیدار میجر بابر نے لیڈ کرنا تھا۔ گارڈ آف آنر ہوا۔ سردار محمد عالم نے اس کی سلامی لی۔ میجر براؤن نے سردار محمد عالم کو گلگت کے عمائدین سے ملایا۔ راجہ شاہ رئیس خان صدر آزاد حکومت گلگت نے آگے بڑھ کر سردار محمد عالم کا ہاتھ گرم جوشی سے اپنے ہاتھوں میں لیا اور انھیں خوش آمدید کہا۔ ہارورڈ جہاز کا پائلٹ سکوڈرن لیڈر احمد بھی ان استقبالی مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ جب محمد عالم کا استقبالی قافلہ گلگت کی طرف رواں دواں ہونے لگا تو براؤن نے قافلہ کو ایک ترتیب دیا جس کے مطابق گلگت کے انسپکٹر پولیس کو قافلہ کے آگے آگے چلنے چلنے کے لیے کہا گیا۔ خود میجر براؤن سردار محمد عالم کے دائیں طرف، کیپٹن متھی سن بائیں طرف گھوڑوں پر ساتھ ساتھ چل رہے تھے سردار محمد عالم میجر براؤن کے تاجک گھوڑے پر سوار کلاہ پہنے ایک فرماں روا کی حیثیت سے آگے بڑھ رہا تھا ہمارے صدر صاحب اور دیگر عمائدین پیچھے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ راجہ صاحب کے دل میں اب بھی راجہ گلگت بننے کی خواہش انگڑائی لے رہی تھی وہ یہ امید رکھے ہوئے تھا کہ نیا پاکستانی پولیٹیکل ایجنٹ اسے راجہ جعفر خان کی جگہ گلگت کا راجہ بنا دیگا۔ یہ قافلہ جیسے جیسے گلگت کے حدود میں داخل ہو رہا تھا، گلگت کی سجاوٹ مسحور کرتی جا رہی تھی۔ میجر براؤن کہتے ہیں۔

"As we approached the bridge, it was evident that Gilgit had risen to the occasion and the Pakistan representative was about to be

accorded a right royal welcome." Page 221 Gilgit Rebelation.

وہ پھر لکھتے ہیں

"The local band was playing the welcome tune and as we swung into the Bazar, under the triumphal arch, we were joined by the pipes and drums of the Scouts on full ceremonial dress the streets were lined with cheering crowds, restrained with difficultly from invading route. Pakistan Zindabad, Allah-o-Akbar, Muhammad Alam Zindabad, Quaid-e-Azam Zindabad" page.221 Gilgit Rebelation

سردار محمد عالم تو پولٹیکل ایجنٹ تھے، جب سید مبارک حسین عاجز (یہ وہ صاحب ہیں جس نے کرنل حسن کا 1947 کے حوالے سے پہلا انٹرویو کیا تھا جس کے حوالے اس کتاب میں موجود ہیں) دسمبر 1947ء میں بطور اکونٹنٹ گلگت آرہا تھا تو اسے بھی ہاورڈ جہاز میں گلگت لایا گیا۔ وہ لکھتے ہیں۔ سردار محمد عالم نے میرے لیے تین گھوڑے اور سکاؤٹس بھجوادیے تھے لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ میری پذیرائی کے لیے بازار کے دونوں طرف کھڑے تھے صفحہ ۴۴

کہساروں کی زمین میں چندروز شاہ صاحب نے گلگت میں ایک ڈرامہ ''زخم وزنجیر'' لکھا۔ اس میں مسلمانوں پرڈھائے گئے ستم رانیاں دکھائی گئی تھیں سید مبارک حسین کے اس ڈرامے کے معاونین اور ایکٹرز میں ماسٹر غلام رضا، غلام رسول کلرک (ڈی ایف او)، ہمایوں بیگ، عبدالرزاق (کرنل مرحوم)، عبدالحق (میجر مرحوم) ہارمونیم ماسٹر رقاص سلیم پونیالی اور سکاؤٹ آفیسرز محمد سلیم کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے اس ڈرامے کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔

پشاور کے شاعر وادیب رضا ہمدانی سید مبارک حسین عاجز کے بارے میں لکھتے ہیں'' شاہ صاحب شعروادب کے پرستاران قدیم میں شمار ہوتے ہیں۔ افسانہ ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ صاحب موصوف شعر بھی لکھتے ہیں ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

پاکستان کا مرد مجاہد جلدی ہو تیار
سینے سے قرآن لگا کر ہاتھ میں لے تلوار

مزے کی بات یہ ہے جب 7 جولائی 1948ء میں گلگت میں پہلی بم باری ہوئی تو وہ بھاگ کر چترال کی راہ پشاور پہنچا۔ مولوی راجی الرحمت مرحوم نے درج ذیل طنزیہ اشعار کہہ کر شاہ صاحب کی دلیری کی توصیف کی ہے۔

پاکستان کا مرد مجاہد جلدی ہو تیار
دو گدھوں پر بوجھ لگا کر پیدل چل چترال
سینے سے دستار لگا کر ہاتھ میں لے شلوار

16 نومبر 1947ء بارہ بجے کے قریب سردار محمد عالم ایجنسی ہاؤس میں داخل ہوا جسے دلھن کی طرح سجایا گیا تھا۔ راجہ شاہ رئیس خان ساتھ ساتھ بنگلے تک آئے اور پھر اپنے گھر چلے گئے۔ 16 نومبر 1947ء سے محمد عالم نے پولیٹکل ایجنٹ گلگت کا چارج سنبھالا۔ صاحب صدر اور کسی گلگتی نمائندے نے محمد عالم خان کو کوئی چارج ہنڈ اوور نہیں کیا۔ کوئی لکھت پڑھت نہیں ہوئی۔ صدر صاحب یا کسی بااختیار شخص، اتھارٹی نے یہ علاقہ پاکستان کے حوالہ نہیں کیا۔ لیکن سردار محمد عالم اس علاقے پر ایسا بااختیار پولٹیکل ایجنٹ بنا جسے جوڈیشنل، سول، ریونیو، تعلیم، پولیس، سکاؤٹس کے حوالے سے تمام اختیارات حاصل ہوئے۔ وہ ڈائریکٹر تعلیمات بھی تھے، انسپکٹر جنرل پولیس جیل خانہ جات، ریونیو کمشنر، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج، ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز، چیف انجینئر تعمیرات عامہ، کمانڈر فورسز، غرض تمام اختیارات اس کی مٹھی میں تھے۔ اس نے انگریزوں کے اسی ایجنسی پیٹرن پر کام شروع کیا جو یکم اگست 1947ء سے پہلے موجود تھا اس نظام پر اسے کام چلانے کے لیے کہا گیا تھا۔ سردار عالم کی گلگت آنے سے پہلے کرنل بیکن پولٹیکل ایجنٹ خیبر خان عبدالقیوم خان وزیر اعلیٰ سرحد کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی تھی جس میں حکومت پاکستان کی طرف سے کسی نئے نظام کے فیصلے تک انگریزوں کے ایجنسی نظام پر کام چلانے کے لیے کہا گیا تھا۔ تاہم جلد ہی بعد میں جب براؤن، میجر جنرل سکندر مرزا اور کرنل بیکن کی ایک میٹنگ قائد ملت لیاقت علی خان کے ساتھ ہوئی تو اس اجلاس مین انگریزوں کی گلگت سے متعلق متعین پالیسی پر چلنا کا اتفاق ہوا۔ میجر براؤن نے اس میٹنگ میں ایک تفصیلی رپورٹ وزیر اعظم پاکستان کو پیش کی۔ خود میجر براؤن کے الفاظ ہیں

"Mr Liaqat Ali Khan Started by congratulating me and thanking me for all I had done on preserving peace in the Gilgit Agency. He then read my report, which as I have already discussed , was not easily understandable in some point to those who had not an intimate knowledge of central Asia, so he asked Col, Bacon to enlarge and needless to say, he was shortly fully conversant with the peculiar conditions existing in that little known corner of the world. The prime minister then looked at us keenly and started speaking slowly and deliberatly.

وزیر اعظم لیاقت علی خان نے رپورٹ پڑھ کر کہا میجر براؤن کے الفاظ ہیں

"The Pakistan govt had given the Gilgit Agency a great deal of thought. We have decided that the responsibility has now fallen on us to defend the Agency against aggression"

اس تفصیل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کرنل بیکن اور میجر براؤن نے گلگت ایجنسی اور ملحقہ سرحدات اور ان کی اہمیت اور ان سے متعلق برٹش پالیسی کو صراحت کے ساتھ پیش کیا۔ اس بیان میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ نوزائیدہ پاکستان کے حکمرانوں کو وسط ایشیا کی اہمیت کا اندازہ نہیں تھا۔ بیکن اور براؤن نے وزیراعظم پاکستان پر یہ واضع کیا کہ برصغیر اور دنیا کے لیے گلگت ایجنسی کی کیا اہمیت ہے۔ جناب لیاقت علی خان ان انگریزوں کی باتوں سے بہت حد تک متاثر ہوئے اور یہ بات ان کی ذہن میں بیٹھ گئی کہ سویٹ یونین اس طرف بڑا خطرہ ہے یہی وجہ تھی انھوں نے سویٹ یونین کی اولین دعوت کو ٹھکرا کر، امریکہ کا دورہ کیا نتیجۃً سویٹ یونین نے ہم سے منہ موڑ لیا۔ سلامتی کونسل میں ویٹو پاور کا استعمال کرنا، ہندوستان کی کھل کر حمایت کرنا اور اسے اسلحہ سے نوازنا روس کا شیوہ بن گیا۔ یوں گلگت میں انگریزوں کا قائم ایجنسی نظام حکومت پاکستان کی منظوری سے جاری ہوا۔

راجہ شاہ رئیس خان اپنے گھر چلے گئے، کرنل حسن استور میں راجہ حسن خان کی استوری دعوتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔ گلگت میں صورت حال بدل گئی تھی، حیدر 16 نومبر ہی کو کمشنری سے محروم ہو گیا تھا۔ سردار محمد عالم اب سب کچھ تھا۔ گورنر، پولیٹیکل ایجنٹ، ریذیڈنٹ کمشنر اور براہ راست مرکزی حکومت پاکستان کے ماتحت تھا۔ مرکزی طور پر گلگت ایجنسی کے معاملات پر نظر رکھنے کے لیے کوئی اتھارٹی ابھی نہیں بنی تھی۔ خود حکومت پاکستان تشکیل کے مراحل سے گزر رہی تھی، حکومت، کشمیر، مہاجرین، ہندوستان کے ساتھ اثاثوں کی تقسیم وغیرہ سینکڑوں مسائل میں گھری ہوئی تھی۔

میجر براؤن ہی وہ شخص تھا جس نے تمام ضروری درج ذیل چار چیز سردار محمد عالم پولیٹیکل ایجنٹ گلگت کے حوالہ کیئے۔

1. گلگت خزانے کی چابی رقوم کی تفصیل کے ساتھ خزانے میں آٹھ لاکھ روپے موجود تھے۔ محمد عالم دو لاکھ روپے اپنے ساتھ لایا تھا۔
2. راز کے حامل ضروری کاغذات اور فائل جو گورنر گھنسارا سنگھ کی تحویل سے حاصل ہوئے تھے۔
3. ریاستی جھنڈے جو گورنر ہاؤس اور سکاٹس لائنز سے اتارے گئے تھے۔
4. گفٹ بکسز جن میں کیمرے، گھڑیاں اور کپڑا پڑا ہوا تھا۔
5. گورنر گھنسارا سنگھ سے حاصل کیا ہوا سرکاری ریوالور۔
6. ان ہتھیار ایمونیشن کی تفصیل جو بونجی سے گلگت لائنز میں لائے گئے تھے۔
7. گلگت میں موجود سکھوں اور ہندوؤں کی تفصیلی رپورٹ اور ان کی املاک کی تفصیل۔
8. دفاتر اور ہسپتال میں کام کرنے والے اہل کاروں کی تفصیل۔
9. وہ تمام برقی پیغامات جو گلگت سے باہر اور باہر سے گلگت بھیجے گئے یا آئے ان کی کاپیاں۔
10. یاسین، کوہ غذر، ہنزہ، نگر، اشکومن۔ سب ایجنسی چلاس کے حالات پر رپورٹ۔

گلگت کے انقلاب کے حوالے سے اپنی ابتدائی رپورٹ کی فائل بھی سردار محمد عالم کے حوالے کی کہ کس طرح اور

کیسے گلگت کا انقلاب رونما ہوا۔ یہ ابتدائی رپورٹ اس کتاب میں شامل ہے۔

کرنل حسن، راجہ محمد بابر خان، کیپٹن حیدر، کیپٹن محمد خان، کیپٹن سعید درانی اور راجہ شاہ رئیس خان نے کوئی تحریری رپورٹ سردار محمد عالم یا حکومت پاکستان کے حوالہ نہیں کیں۔ کرنل غلام حیدر کہتے ہیں کہ میں نے انقلاب کے فوراً بعد پاکستان کے پہلے پولیٹیکل ایجنٹ سردار محمد عالم خان کو بلا کر انقلاب کے متعلق ساری کہانی ایک یادداشت کی شکل میں حوالے کی تھی (صفحہ 335) قراقرم ہندوکش

یہ ایک بے بنیاد دعویٰ ہے۔ اس وقت حیدر کا یہ عالم تھا جب پولیٹکل ایجنٹ پرانے ایئر فیلڈ سے گلگت آ رہا تھا وہ سردار عالم کے گھوڑے کے جلو کو پکڑا ہوا تھا۔ کمانڈنگ گلگت سکاؤٹس کو نظر انداز کر کے اب یہ لفٹیننٹ سردار محمد عالم کو رپورٹ کیا مل بھی نہیں سکتا تھا۔ انگریزوں کی پالیسی کے عین مطابق سردار محمد عالم گلگت سکاؤٹس کا کرتا دھرتا تھا اب اسکی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا تھا۔

میجر براؤن کہتے ہیں کہ محمد عالم گلگت آنے سے پہلے ایک تحصیلدار تھے لیکن وہ پوسٹ کے لیے موزوں ترین شخص تھے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"But evidently the Pakistan Govt had decided that he was the right man for the job in the Gilgit Agency and the more I saw of him, I too was inclined to agree" page. 222 Gilgit Rebellion.

سردار محمد عالم مضبوط دل گردہ کا مالک تھا۔ وہ نومبر 1947ء سے دسمبر 1951ء تک گلگت میں رہا یہ گلگت کا انتہائی مشکل دور تھا۔ ایک طرف جنگ ہو رہی تھی۔ وسائل کی کمی تھی۔ علاقہ پس ماندگی کا شکار تھا۔ آپ نے ان ابتدائی مشکلات پر میں کافی حد تک قابو پالیا تھا۔ جب دسمبر 1951ء میں سید فریداللہ شاہ دوسرا پولیٹیکل ایجنٹ مقرر ہو کر آیا تو اسے ایک مضبوط انتظامی ڈھانچہ ملا۔ گلگت شاہراہ ترقی پر چل پڑا تھا۔

17 نومبر 1947ء

17 نومبر 1947ء کا دن ایک یادگار دن تھا، ایجنسی ہاؤس کے لان میں منتخب عمائدین بیٹھے ہوئے تھے۔ بینڈ باجا کا دستہ ایک طرف کھڑا تھا۔ گلگت سکاؤٹس کا ایک چاک و چوبند دستہ گارڈ آف آنر پیش کرنے اور پاکستانی جھنڈا اونچا کرنے کے لیے موجود تھا۔ دس بجتے ہی پولیٹیکل ایجنٹ کو اختیارات کی تفویض ہونے اور عہدہ سنبھالنے کی خاطر گارڈ آف آنرز پیش کیا گیا اور مستول پر لپٹے جھنڈے کو کھول کر آہستہ آہستہ اسے بلند کیا گیا۔ میجر براؤن نے گلگت کے حالات، پولیٹیکل ایجنٹ کے اختیارات، لوگوں کے معاملات، گلگت سکاؤٹس، چھٹی جموں وکشمیر انفنٹری کی باقیات، کرنل حسن شمالی مغربی سرحدات کے حوالے سے سردار محمد عالم کو بریف کیا۔

18 نومبر 1947ء

محمد عالم خان پولیٹیکل ایجنٹ نے میجر براؤن کی معیت میں ہسپتال، سکاؤٹس لائنز، خزانہ، تمام دفاتر، مڈل سکول، جیل، غیر مسلموں کے کیمپ وغیرہ کا معائنہ کیا۔ وہ بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ کو بھی ملا اور اس کی خیریت دریافت کی۔ تمام اداروں کے معائنہ کے بعد سردار محمد عالم بہت خوش تھا کہ اگرچہ اس علاقے نے ابھی حال ہی میں ایک انقلاب دیکھا تھا لیکن تمام اداروں کو باقاعدہ انداز میں سرگرم اور ایک ضبط کے اندر دیکھ کر کہہ دیا

" This is incredible , Major Brown, I arrived here expecting to find a war torn ravaged country and instead of that it seems as though nothing had happened at all" Page 224 Gilgit rebellion.

میجر براؤن نے سردار محمد عالم کو دفاتر کو منظم انداز میں چلانے کے لیے درج ذیل سٹاف پشاور سے گلگت پوسٹ کروانے پر زور دیا۔

1.	اسٹنٹ پولیٹیکل ایجنٹ	1
2.	تحصیلدار	1
3.	نائب تحصیلدار	1
4.	پرسنل اسٹنٹ	1
5.	خزانہ کلرک	1

ساتھ ساتھ انھوں نے تجویز دی کہ عبداللطیف چلاسی کو جو دفتری امور میں اچھا خاصا تجربہ رکھتا ہے۔ ایجنسی آفس میں بطور آفس سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا جائے تاکہ دفتر کا کام اچھی طرح چلنا شروع ہو۔

18 نومبر 1947ء کو میر اور راجے گلگت پہنچ گئے تاکہ پولیٹیکل ایجنٹ (پاکستان نمائندے) سے مل کر اپنا تعاون کا اظہار کریں۔

19 نومبر 1947ء

دس بجے صبح وقت مقررہ پر میران اور راجگان آنا شروع ہوئے۔ میر ہنزہ (میر جمال خان)، میر نگر (شوکت علی) راجہ گوپس (حسین علی)، راجہ یاسین (محبوب علی خان)، راجہ پونیال (انور خان) یکے بعد دیگرے آئے انھیں Lounge میں بٹھا دیا گیا۔ راجہ اشکومن بیمار ہونے کی وجہ سے نہیں آئے تھے۔ سردار محمد عالم اپنے ڈرائنگ روم میں ایک ایک سے ملا اور ان کے حالات معلوم کیئے۔ میران نے اپنے پیڈ پر ایک بار پھر منظم انداز میں دستاویز الحاق لکھ کر حوالہ کیں اور حکومت پاکستان سے اپنی وفاداری کا اعلان کیا۔ اس طرح راجگان نے بھی سردار محمد عالم کو اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ سردار محمد عالم ان ملاقاتوں سے خوش تھا۔ وہ سمجھتا تھا میروں اور رجگان کے ساتھ ملاقات اچھی رہی۔

دوپہر کھانے کے بعد مرزا حسن خان، سعید اور حیدر سردار محمد عالم خان سے ملنے آئے۔ ملاقات کے دوران انھوں نے پی اے سے مطالبہ کیا کہ اگرچہ وہ پاکستان کے نمائندہ ہیں لیکن ان کی عبوری حکومت اصل اختیارات رکھتی ہے۔اس لیے انھوں نے پولیٹیکل ایجنٹ پر زور دیا کہ وہ کسی فیصلے سے پہلے عبوری حکومت کی منظوری بھی حاصل کرے۔ لفٹیننٹ حیدر بھی موقع پر موجود تھا وہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا

"I am for Pakistan and you can count me out of this. Page 226 Gilgit Rebellion.

وہ ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ سردار محمد عالم آہنی ارادوں کا مالک تھا۔ وہ بارہ مولا تک مجاہدین کے ساتھ گیا ہوا تھا وہ ان باتوں سے جلد گھبرانے والا نہیں تھا اس نے کھل کر کہا کہ حکومت پاکستان نے اسے جو اختیارات دیے ہیں وہ انکو استعمال کرے گا اور وہ اپنے طور پر کوئی غلط فیصلہ نہیں کرنے کا مجاز نہیں۔ میجر براؤن سردار محمد عالم کی باتوں کو اسطرح بیان کرتے ہیں۔

"You are a crowd of fools being lead astray by a mad man. I shall not tolrate this nonsense for one instant. You have already seen the beginnings of chaos which will ensure from your so called independence under your so called provisonal Govt. It will not be long before the country is plunged into civil war. And when the Indian Army starts invading you, there will be no use screming to Pakistan for help, because you would not get it. And as for you, he said turning to Hassan, you clear out of here and get back to Bunji immediately. And in future do not show your face this side of the river without my permission" Page 226 Gilgit Rebellion.

اور تلخیوں کا ذکر حیدر اپنی نو نومبر کی ڈائری مین کرتے ہیں

"Stormy discussion with Saeed took place. He said that Hassan and company were not happy with Haider. There was a quarrel" Page 358 History of NA of Pakistan by Prof Dani.

اب حسن، براؤن وغیرہ میں ایک کھنچا تانی شروع ہوگئی تھی۔ سردار محمد عالم اس ایجنسی نظام پر چل رہے تھے جسے حکومت پاکستان نے اس کے لیے مقرر کیا تھا نہ اس سے ہٹ کر وہ ایک اور مخلوط نظام چلانے کا مجاز نہ تھا جو حسن چاہتا

تھا۔اس معاملے میں جیسے سردار محمد عالم کے ساتھ تھا۔وہ اس ابتدائی دور میں محمد عالم کی حکومت کو شکنجوں میں ڈال کر اسے کمزور کرنا نہیں چاہتا تھا۔ پروفیسر دانی لکھتے ہیں۔

"Some desired that it (cabinet) show the main as advisory council but Sardar Muhammad Alam, who was a strong man, said that he had no legal sanction to accept this proposal, The political Agent was to remain as the supreme head of both army and Scouts" Page 358 Histray of NA Pakistan.

21 نومبر 1947ء

حسن خان کو آج بونجی چلا جانا تھا لیکن مختلف وجوہات کی وجہ سے وہ بونجی روانہ نہیں ہوا۔محمد عالم، میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن نے ایک میٹنگ کی وہ سکاؤٹوں کی تعداد کو پندرہ سو تک بڑھانا چاہتے تھے۔بونجی میں ہندو اور سکھ قیدی موجود تھے ان کے بارے میں غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان سے رابطہ کر کے قیدیوں کے تبادلے، سکاؤٹس کی تعداد بڑھانے اور دیگر انتظامی مسائل کے حل کے لیے کوشش کی جائے گی۔میجر براؤن کا کرنل بیکن سے رابطہ تھا۔پشاور میں پروگرام بن رہا تھا کہ میجر براؤن کی حکومت پاکستان کے کسی با اختیار اتھارٹی سے میٹنگ ہو۔

24 نومبر 1947ء

کرنل بیکن کا برقی پیغام درج ذیل موصول ہوا۔

To : Brown

From . Bacon

You should leave Gilgit in aircraft which brings doctor 25th move temporary object is to give us full report".

25 نومبر 1947ء

کرنل حسن بونجی کے لیے روانہ ہوا۔اسی دن ہاورڈ جہاز گلگت آیا اور پروگرام کے مطابق میجر براؤن پشاور پہنچا وہ کرنل بیکن سے خیبر ہاؤس میں ملا اور ان سے اپنے تمام مسائل پر سیر حاصل بحث کی۔اس کے بعد وہ دونوں سر جارج کنگھم گورنر صوبہ سرحد سے ملنے گئے۔میجر براؤن نے چیف سیکرٹری صوبہ سرحد لفٹیننٹ کرنل اے۔جے ڈرنگ سے بھی ملاقات کی اور اسے میران ہنزہ ونگر کے دستاویزات الحاق حوالہ کیں۔میجر براؤن کہتے ہیں سر جارج کنگھم، گورنر صوبہ سرحد اور مسٹر ڈرنگ چیف سیکرٹری دونوں وسط ایشیا کے حوالے سے گلگت کی اہمیت کو سمجھتے تھے۔اسی لیے میجر براؤن بہت سے نقشے ساتھ لائے تھے۔ان نقشوں کے وساطت معاملات پر غور کیا گیا اور حکومت پاکستان سے بات چیت کے لیے تیاری شروع

کی گئی۔

27 نومبر 1947ء

27 نومبر 1947ء کی رات کو گلگت میں ایک افسوس ناک واقعہ رونما ہوا۔ گلگت کی تاریخ میں یہ ایک بدنما دھبہ رہے گا۔ میجر براؤن کمانڈنگ سکاؤٹس پشاور اور کرنل حسن بونجی میں تھا۔ دس بجے رات کے قریب بے بس، مظلوم اور مجبور ہندوؤں اور سکھوں کی دکانیں اور مکانات لوٹ کھسوٹ کی نذر ہو گئیں۔ ان کا تمام مال و اسباب یہاں تک کہ عورتوں کے پہنے ہوئے زیور اور کپڑے تک لوٹ کھسوٹ سے نہیں بچ سکے۔ شاہ رئیس خان کہتے ہیں کہ 16 اور 17 نومبر (ان کی تاریخیں غلط ہیں) کی درمیانی رات کو مجھے اطلاع ملی کی ہندوؤں اور سکھوں کی دکانیں لوٹی جا رہی ہیں۔ میں نے اپنے نوکروں کو مکان میں مقفل کر دیا تا کہ وہ اس لوٹ کھسوٹ میں شامل نہ ہوں۔ میں نے صوبیدار فردوس علی سے کہا اگر تم اس حرکت میں شامل ہوئے تو عاق کر دوں گا۔ (صفحہ 3) ہفت روزہ بے باک 1973ء یہ ایک بڑی سازش تھی لوگوں کو اس لوٹ کھسوٹ کے لیے زیر زمین راغب کیا گیا۔ یہ دیکھا جانا مقصود تھا کہ ہمارے نکلتے ہی لوٹ مار اور ایسی بدنظمی پیدا ہوئی۔ حاجی غلام رسول آزادی گلگت بلتستان اور حقائق میں (صفحہ 248) لکھتے ہیں ''اس لوٹ کھسوٹ میں جن لوگوں نے حصہ لیا وہ شہر کے بااثر لوگ تھے اور اپنے آپ کو دانشور اور معزز شہری سمجھتے تھے۔ ان میں سے کچھ لوگ اب تک زندہ ہیں اور بہت بڑے ٹھیکیدار اور سرمایہ دار بن چکے ہیں۔ اس واقعہ کے بعد کے حالات سے پتا چلا کہ یہ لوٹ کھسوٹ ایک منظم منصوبے کے تحت کی گئی تھی''۔ وہ پھر لکھتے ہیں ان دنوں تمام کاروائیوں مین صوبیدار شاہ سلطان بہت ہی سرگرم رہے۔ ہر جگہ اور ہر موقع پر پہنچ جاتے۔ رات کی لوٹ مار میں وہ موجود تھے۔ اُن کی خانہ تلاشی میں وہ نمایاں تھے۔ مندر اور گردوارہ کی توڑ پھوڑ کے وقت وہ ریوالور سے فائر کر رہے تھے اور جب سکھوں اور ہندوؤں کو مسلمان بنایا جا رہا تھا وہ بھی بہ نفس نفیس وہاں موجود تھے" (صفحہ 249)

راجہ شاہ رئیس خان کہتے ہیں کہ جب میں یہاں کا سربراہ تھا تو کچھ نہیں ہوا تھا۔ اب آپ کے (محمد عالم پولٹیکل ایجنٹ) آتے ہی یہ سب کچھ ہو گیا ہے۔ (صفحہ 13)

بے باک۔ سوال یہ ہے، یہ لوٹ کھسوٹ کرنے والے محمد عالم پشاور سے لایا تھا یا یہاں کے لوگ تھے۔ شاہ رئیس خان کو اپنے بیٹے پر اور اپنے نوکروں پر بھروسہ نہیں۔ وہ نوکروں کو مقفل کر رہا ہے اور فردوس علی جو سکاؤٹس کا ایک صوبیدار ہے اسے روکتے ہوئے عاق کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔ گویا وہ بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونا چاہتا تھا اور باپ اسے روک رہا تھا۔

کیپٹن متھی سن نے 28 نومبر کی صبح ایک برقی پیغام براؤن کو ان الفاظ میں روانہ کیا۔

To : Brown

From : Mathieson

Pass this to Chief Secretary from P.A (political Agent, Gilgit)

immediately - Gilgit Bazar completely looted last night, area cleared by Scouts after difficulty curfew. Order imposed from today proved that where action against local population involved, Scouts cannot be relied upon ------PA therefore requests that six platoons F.C with automatic weapons be sent immediately - otherwise administration difficult - sqdr - ldr- Ahmed assures us Dakoda can land Gilgit or Chilas if so - please send F.C by air -- otherwise by quickest overlandsend F.C. by air otherwise by quickest overland route also send tear gas by first place --- all quiet now. Page 23. Gilgit Rebellion".

میجر براؤن کرنل بیکن اور چیف سیکرٹری صوبہ سرحد نے حالات پر غور وغوض کیا اور پھر براؤن نے درج ذیل پیغام کیپٹن متھی سن کو مرسل کیا۔

"To : Metheison

From : Brown

From Brown for PA --- Chief Sectrary Consulted no hope of F.C----- if necessary move platoons from Theliche and Juglote to Gilgit handing over to local Chigas (hue and cry detachments in Pakistan".

صوبیدار میجر بابر نے 27 نومبر کی رات گیارہ بجے کیپٹن متھی سن کو فون کر کے بتایا کہ مقامی لوگ ہندوؤں اور سکھوں کی املاک کو لوٹ رہے ہیں۔ سکاؤٹس انھیں باز رکھنے کے لیے بہت کوشش کر رہے ہیں۔ ساتھ ساتھ انھوں نے کیپٹن متھی سن سے کہا کہ وہ خود بازار کی طرف آنے کی کوشش نہ کریں ان کے الفاظ میں:۔

"He confirmed Jock (Metheison) that he must no account come down to the Bazar as his life would be in great dangers at the present, Juncture, Jock little knowing the real state of affairs, urged the Subadar Major Babar to continue his efforts to bring the situation under control . Page 235 Gilgit Rebellion".

کیپٹن متھی سن رات کو چل کر محمد عالم کے پاس پہنچا۔ اور دونوں نے صورت حال پر غور کیا۔ ان دونوں نے وہاں سے صوبیدار میجر بابر سے رابطہ کرنے کی صبح چھ بجے تک کوششیں کیں لیکن بے سود۔

28 نومبر 1947ء کے واقعات 28 نومبر 1947ء کی صبح کو سردار محمد عالم پولیٹکل ایجنٹ اور کیپٹن متھی سن نے بازار کا دورہ کیا۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا وہ ناقابل بیان تھا۔ انھوں نے ایک اجڑی دنیا دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ بااثر، بااختیار لوگوں نے لوٹ کھسوٹ کا ایک بازار گرم کیا سیٹھ بشیر داس کی دکان بڑے بڑے مارخوروں کی زد میں تھی۔ بہتی گنگا میں چلو بھرنا، سب اپنا ہاتھ صاف کرر ہے تھے۔ میجر براؤن، متھی سن کی رپورٹ سننے کے بعد لکھتے ہیں کہ

"A cold musky dawn knocked the spirit out of pillagers and brought them back to sanity. The scouts suffering from the grain hangover of remorse after the wild intoxication of the night Catched their loot in various hides in the Bazar and Skulked back to the lines to avail themselves of much needed first aid for the wounds receiving during the sharing of the spoils. The SM Contacted Jock on the telephone and told him that after tremendous struggle the scouts have at lost brought the situation under control. Page236. Gilgit Rebellion".

سردار محمد عالم نے مساجد میں اعلان کروایا اور لوگوں سے کہا گیا کہ وہ غیر مسلم کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیں۔ سرکاری طور پر ایک مجسٹریٹ کی نگرانی میں کمیٹی بنا دی گئی۔ جس نے شہریوں کے گھروں میں تلاشی لے لے کر لوٹا ہوا مال حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیپٹن متھی سن نے اپنے طور پر سکاؤٹس کی ایک کمیٹی بنائی جس نے اپنے بھائی بندوں سے لوٹا ہوا مال واپس لینے کی کوشش کی۔ بقول میجر براؤن:۔

"Jock organised a scouts search party immediately and leading it personally, he seen unearthed the various scouts caches. I would like to have soon the looks on the faces of secret as their hidden spoils were discovered and they were made to carry them to the safety of the Tresury where they were later claimed by the real owners. It was estimated that about 95% of looted goods was eventually received. page 23 Gilgit Rebellion".

گھنسارا سنگھ اس لوٹ مار کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"Once night scouts and a few towns men started looting non muslim houses and shops. All shopkeepers alongwith their families ran away

to the river bed and Polo ground. Some naked and some clothed spent the whole winter night outside under the sky. Early in the morning Khan Muhammad Alam Khan plitical agent came to the bazar to see this happenings males and females all in tears related their woeful tales and losses sustained. Scouts took away a lot of booty to their homes. This raid was made mostly by scouts with a few other townsmen. Page Gilgit before 1947".

حفاظت کی خاطر غیر مسلموں کو سکاؤٹس لائینز میں منتقل کیا گیا۔ہم اپنے گھروں سے کھانا پکا کران غیر مسلموں کو کھلانے کے لے جاتے تھے۔ میرا اسکول میٹ جواہر لال کا گھر بھی لٹ چکا تھا۔ میں کھانا لیکر صبح وشام لائینز میں جاتا اور اسکے خاندان کی تواضع کرتا۔ 28 نومبر کو کرفیو کے ساتھ دفعہ 144 بھی نفاذ کیا گیا تھا۔اور اسی تسلسل میں لوٹا ہوا مال حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔شہریوں سے کچھ ملا اور کچھ نہیں۔ جو مال لے کر مضافات میں چلے گئے تھے۔ وہ کامیاب رہے۔ وہ تلاشیوں سے بچے رہے۔ میرا خیال ہے اگر صوبیدار میجر بابر، راجہ شاہ رئیس خان چاہتے ہیں اور کچھ کوششیں کرتے تو یہ بدنما داغ یہاں کے معصوم لوگوں پر نہ لگ جاتا۔ بڑے بڑے مارخوروں نے فائدہ اٹھایا اور یہاں کے معصوم اور سادہ لوح عوام خوہ مخواہ بدنام ہوئے۔

<u>29 نومبر 1947ء</u> غیر مسلموں کا لوٹا ہوا مال جمع کیا جاتا رہا اور کافی برآمد کیا گیا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جمع شدہ مال بھی خرد برد ہوا اور حقدار اسے پانے سے محروم رہے۔

<u>30 نومبر 1947ء</u> لفٹنٹ کرنل محمد اسلم، کرنل پاشا کے کوڈ نام سے جی۔ایچ۔کیو سے گلگت آیا۔اسے یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ یہاں ایک کمبائنڈ فورس تیار کرے تا کہ آنے والے دنوں میں یہ دشمن کے مقابلے کے لیے تیار ہو سکے۔ حکومت پاکستان پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہی تھی۔ وہ اپنے آپ کو جارح کہلانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ کھلے عام پاکستان آرمی کا ایک کمیشنڈ افسر کو بطورِ کمانڈنٹ آزاد افواج نہیں بھیج سکتی تھی۔اس لیے اسے کہا گیا کہ وہ ایک "Deserter" کے طور پر کرنل پاشا بن کر گلگت جائے اور گلگت سکاؤٹس، چھٹی انفنٹری کی بچی کھچی نفری اور نئی بھرتیاں کر کے فوج تیار کرے تا کہ جب دشمن کے جارحانہ حملے شروع ہوں تو ان کا جواب دیا جا سکے۔کرنل اسلم کہتے ہیں، ان کے اپنے الفاظ میں:۔

"I was a serving officer of the Pakistan Army and one day I was called by Liaqat Ali Khan to Lahore and told , we will discharge you from the Pakistan Army and you will go into Kashmir and fight over there as somebody who is a deserter from our army. Go and fight for

Pakistan, I am talking now of Nov, Dec 1947, I set up my HQ in Gilgit Page.100".

کرنل پاشا یہاں دو دن رہا۔ سردار محمد عالم خان، کیپٹن متھی سن اور بونجی میں کرنل حسن سے مل کر ضروری مشورے کیے۔ پروفیسر دانی کہتے ہیں کہ اسلم انگریز افسروں کے خلاف تھا۔ ان کے الفاظ میں:۔

"Aslam said that the Britishers were useless. They could be removed. Page.359. History of NA Pakistan".

یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس طرح حکومت پاکستان اپنے آپ کو علی الاعلان ظاہر کیے بغیر گلگت کے انصرام میں حصہ لے رہی تھی اسی طرح انگریز بھی چاہتے۔ تھے کہ براؤن اور متھی سن کی شہرت ہندوستانی سرکاری حلقوں تک نہ پہنچے۔ گورنر جنرل انڈیا مونٹ بیٹن انگریز، پاکستان کے تمام کمانڈرز انگریز اور ان کی موجودگی میں دو انگریز افسروں کی مرکزی حکومت کی حکم عدولی پریشانیوں کا باعث تھی۔ اس لیے بالا بالا براؤن اور متھی سن کو پاکستان میں پوسٹ کروانے کی کوششیں بھی جاری تھیں۔ کرنل اسلم یا کسی اور کی کوششوں کے نتیجہ میں ان انگریز افسروں کو گلگت سے نکالا نہیں گیا۔ انگریز کیا چاہتے تھے۔ تو کننگھم گورنر سرحد نے کہا:۔

"That you and Matheson must leave Gilgit as soon as possible. Under the circumstances the Pakistan govt cannot but agree. Page.24 Gilgit Before 1947".

اس دن لفٹنٹ کرنل سکندر مرزا سکریٹری دفاع حکومت پاکستان پشاور آیا۔ ان کی خیبر ہاؤس میں کرنل بیکن اور میجر براؤن سے میٹنگ ہوئی۔ میجر براؤن کہتے ہیں کہ سکندر مرزا شمال مغربی سرحدوں کی اہمیت سے باخبر لگتے تھے۔ ان کی جیب میں ایک فوجی نقشہ بھی تھا جس میں اس طرف کی سرحدات کو خوب خوب واضح دکھائی گیا تھا۔ براؤن نے علاقے کی اہمیت کی وضاحت کرتے ہوئے (جہاں دنیا کی تین بڑی سلطنتیں ملتی تھیں)۔ بتایا کہ کس طرح برصغیر یا اس طرف تمام علاقوں کے لیے گلگت کی کیا اہمیت ہے۔ سکرٹری دفاع نے کرنل بیکن سے کہا کہ وہ لوگ فوراً پنڈی پہنچ جائیں تا کہ وزیراعظم پاکستان سے ملاقات کا اہتمام کیا جا سکے۔ اور پھر ضروری فیصلے کیے جا سکیں۔

<u>**3 دسمبر 1947ء**</u> کرنل اسلم جی۔ ایچ۔ کیو واپس چلے گئے۔ اس نے ایک تفصیلی رپورٹ جی۔ ایچ۔ کیو میں پیش کی۔ جنرل گریسی نے اس پر خوب توجہ دی۔ 3 دسمبر کو کرنل بیکن اور میجر براؤن پنڈی پہنچے۔ وہاں سرکٹ ہاؤس میں خان لیاقت علی خان سے ان کی ملاقات کروائی گئی۔ میٹنگ میں خان عبدالقیوم خان، لفٹنٹ کرنل سکندر مرزا سیکرٹری دفاع بھی شامل تھے۔

میجر براؤن کی تعریف کی کہ اس نے گلگت میں کس طرح ایک بڑی تبدیلی اور امن کے لیے کام کیا۔ وزیراعظم نے براؤن سے ضروری تجاویز طلب کیں۔ میجر براؤن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں بقول براؤن:۔

"I wish authority for the follwoing:-

1 To enlist 900 recruits in the Scouts.

2 To grant a limited number of Pakistan commissions to deserving local officers at present in the scouts.

3 To base the Muslim elements of the old 6th Kashmir infantry on Bunji as a completely separate Unit and none of them should be allowed to enter Gilgit Agency with the PA's permission Page.22".

میجر براؤن نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جوتجاویز میں نے اپنی رپورٹ میں دی ہیں اگر ان کی منظوری ہو جاتی ہے تو ہم اس علاقے کو مضبوط بنیادوں پر کھڑا کر سکتے ہیں۔ میجر براؤن نے یہ بھی کہا کہ بریگیڈئیر گھنسارا سنگھ، کرنل مجید اور دوسو سے اوپر چھٹی انفنٹری کے سکھ ڈوگرہ قیدیوں کا بھی جلد سے جلد فیصلہ کیا جائے۔ تاکہ گلگت پر سے مالی بوجھ کو کم کیا جاسکے۔

کرنل بیکن نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ گلگت ایجنسی کا نظم ونسق یکم اگست 1947ء سے پہلے موجود انگریزوں کے ایجنسی نظام کی بنیاد پر چلایا جائے۔ پولیٹکل ایجنٹ کو سکاؤٹس کے حوالے سے وہی اختیارات تفویض ہوں جو انگریز پولیٹکل ایجنٹ کے پاس تھے۔ میران ہنزہ ونگر کے ساتھ اسی انداز میں تعلقات استور کیے جائیں جو سابقہ دور میں تھے۔ اس طرح ایجنسی کا نظام بہتر طور پر چلایا جاسکے گا۔ وزیراعظم نے اختتامی کلمات کہتے ہوئے فرمایا کہ وہ جلد ان تجاویز کے حوالے سے احکام متعلقہ اداروں کو جاری کریں گے۔

وزیراعظم پاکستان کے ساتھ یہ ایک اہم میٹنگ تھی۔ اس کے نتیجے میں گلگت میں انگریزوں کا ایجنسی نظام رواں دواں ہوا۔ حسن خان اپنی چھٹی انفنٹری کی قیادت کے ساتھ بونجی تک محدود ہو کر رہے۔ ان کے تعلقات سردار محمد عالم، میجر براؤن کے ساتھ کشیدہ ہو گئے تھے۔ بریگیڈئیر گھنسارا سنگھ لکھتے ہیں کہ

"There was never any Azad govt in Gilgit. The military officers contacted Pershawar and Pakistan took over Gilgit and started adminsitration properly. Gradully things came to tbe normal, During this period Major Brown and Captian Hassan fell out with each other wanted to take greater credit for the revolution. page 36. Gilgit Before 1947".

پنڈی میں قیام کے دوران میجر براؤن، کرنل بیکن کے ساتھ جنرل میسوری اور ان کے نائب میجر جنرل گریسی (اب سی۔این۔سی) سے کچھ اہم امور پر گفتگو ہوئی۔

8 دسمبر 1947ء میجر براؤن پشاور اور راولپنڈی میں اہم امور پر پاکستانی حکام سے بات چیت کے بعد گلگت پہنچا۔ اس نے کرنل بیکن کے توسط سے بڑے بڑے بااختیار لوگوں تک رسائی حاصل کی اور گلگت کے انقلاب کے حوالے سے اپنے کردار کی خوب تشہیر کی۔ جناب لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان، لفٹنٹ کرنل سکندر مرزا سیکرٹری دفاع، خان عبدالقیوم خان وغیرہ بڑی حد تک قائل ہو گئے تھے کہ گلگت کے انقلاب کی کامیابی کا سہرا میجر براؤن کے سر پر ہے۔ وزیراعظم نے براؤن کو شاباش دی اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے گلگت میں ایک پر امن انقلاب کی راہ نکالی۔ وزیراعظم نے میجر براؤن کی رپورٹ اور میٹنگ کے بعد تین اہم فیصلے کیے۔

1. گلگت سکاؤٹس کی تعداد کو بڑھایا جائے۔ فی الوقت 900 ریکروٹ مزید بھرتی کیے جائیں۔
2. صوبیدار میجر بابر کو لفٹنٹ کا رینک دیکر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
3. وزیراعظم نے یکم اگست 1947ء سے پہلے موجود ایجنسی نظام کی طرز پر سرکاری معاملات چلانے کی باقاعدہ منظوری دی۔

چونکہ افواج کی تنظیم، اضافہ و تربیت کے معاملات کرنل اسلم نے طے کرنے تھے۔ اس لیے میجر براؤن کی رپورٹ کرنل اسلم کو بھیج دی گئی اور اسے تمام سرگرمیوں کو مربوط کرنے کے لیے ہدایات دی گیئں۔ 8 دسمبر 1947ء کو کرنل سعید درانی آزاد کشمیر واپس چلے گئے۔ کیونکہ ان کی پوسٹنگ آزاد کشمیر افواج میں ہوگئی تھی۔

9 دسمبر 1947ء اس دن سکاؤٹس لائینز میں ایک اہم تقریب ہوئی۔ شہر عمائدین کو بھی اس تقریب میں بلایا گیا تھا۔ سردار محمد عالم پولیٹکل ایجنٹ جو فی الوقت افواج کے بھی سربراہ تھے۔ مہمان خصوصی کے طور پر اس تقریب میں موجود تھے۔ یہ راجہ بابر خان کو کمشن دینے کی مجلس تھی۔ سردار محمد عالم نے اپنے ہاتھوں سے راجہ محمد بابر خان کے کندھوں پر لفٹنٹ کے بیج لگائے۔ یہاں کے لوگوں اور سکاؤٹس کے لیے یہ ایک بڑا دن تھا کیونکہ حکومت پاکستان کی منظوری سے بابر خان کو پہلا پاکستانی کمیشن کا اعزاز دیا جا رہا تھا۔

10 دسمبر 1947ء میجر براؤن نے جگلوٹ چوکی میں موجود سکاؤٹس دستہ جو صوبیدار شیر علی کی قیادت میں موجود تھا۔ اسے تا اطلاع ثانی اس جگہ فرائض بجا لانے کے احکام جاری کیے۔ تاہم اس کے علاوہ جہاں جہاں دستے ہنگامی طور پر فرائض کی انجام دہی کے لیے بلوائے گئے تھے واپس اپنے اپنے ہیڈ کوارٹرز پہنچنے کے لیے ہدایات دی گئیں۔ تا کہ حسب معمول وہ ٹریننگ حاصل کر سکیں اور آنے والے دنوں کے لیے تیار ہو سکیں۔

13 دسمبر 1947ء پشاور سے آزاد خان اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ گلگت کے فرائض بجا لانے کے لیے آ گئے۔ اس سے پہلے محمد سلیم خان پرسنل اسسٹنٹ ٹو پولیٹکل ایجنٹ، سید مبارک حسین عاجز بطور اکونٹینٹ، ایک تحصیلدار اور نائب تحصیلدار صوبہ سرحد سے آ چکے تھے۔ اس گروپ میں ہمارے وزیر ہمایوں بیگ مرحوم کسی سے کم نہ تھے۔ سردار محمد عالم کو اب ایک مضبوط باصلاحیت کار سرکار انجام دینے کے لیے ٹیم مل چکی تھی۔ اس لیے سرکاری معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ طے

ہونے لگے۔

17 دسمبر 1947ء شاہ خان کو سیکنڈ لفٹنٹ کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ پاکستان کی طرف سے یہ دوسرا کمیشن تھا۔ سردار محمد عالم نے بیج لگا کر شاہ خان کو کمیشنڈ آفیسرز کے صف میں لا کھڑا کیا۔

آج ڈائیریکٹر ملٹری آپریشن جی۔ایچ۔کیو کی طرف سے میجر براؤن کے نام پر درج ذیل لاسلکی پیغام موصول ہوا۔

"To : Commandant Scouts

From : DMO Rawalpindo (Sher Khan)

Investigating passibility of dropping equipment by air inform your results later stop stop, further enlistments forthwith and continue with present forces till further order".

میجر براؤن اس پیغام سے سخت پریشان ہوا کیونکہ اب تک 500 ریکروٹ بھرتی کیے جا چکے تھے اور 400 مزید بھرتی کیے جانے تھے۔ جنگی تشہیر کی جا چکی تھی۔ دو افسروں کو کمیشن دیا جا چکا تھا۔ ان حالات میں میجر براؤن راستے میں اٹک کر رہ گیا تھا۔ اس نے فوراً کرنل بیکن سے رابطہ کیا اور درج ذیل پیغام مرسل کر کے مدد طلب کی۔

"To : Col Becon

From : Maj Brown

Received message from DMO to stop further enlistment forthwith, please inform DMO that in accordance with Pakistan premier's authority 500 already recruited and 400 en-route two ommissions given further enlistment now disastrous with serious repercussions priority one equipment urgently required if possible by air otherwise over land immediately what exectly is set up for scouts scheme suggest Col Sikandar Mirza be informed of the matters.

25 دسمبر 1947ء میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن نے کرسمس کا کیک کاٹ کر اس دن کو منایا۔ چونکہ اس دن قائداعظم محمد علی جناح کی پیدائش کا بھی دن تھا اس لیے سکاؤٹس لائینز میں ایک پریڈ کا اہتمام کیا گیا۔ سردار محمد عالم خان نے پریڈ کی سلامی لی۔ عمائدین کو چائے کی ضیافت سے نوازا گیا۔

30 دسمبر 1947ء ڈائیریکٹر ملٹری آپریشن جی۔ایچ۔کیو کی طرف سے ایک لاسلکی پیغام موصول ہوا۔ اس میں سابقہ احکام کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا گیا تھا۔ کہ سکاؤٹس کی بھرتی جاری رکھی جائے۔ ساتھ ساتھ پیغام میں یہ کہا گیا تھا کہ کرنل

اسلم گلگت آئے گا۔ جو آپ کو موجودہ فرائض سے فارغ کریگا۔ نیز یہ بھی کہا گیا تھا کہ ضروری فوجی اسلحہ بارود سڑک سے روانہ کیا جارہا ہے۔ میجر براؤن نے یہ پیغام پاکر سکھ کا سانس لیا۔

یکم جنوری 1948ء میجر براؤن کی سفارش پر سردار محمد عالم پولیٹکل ایجنٹ نے درج ذیل تقرریاں اور ترقیاں سکاؤٹس کور میں کیں:

1. راجہ مظفرالدین راجہ اردلی سے صوبیدار میجر
2. صوبیدار اعظم کو راجہ اردلی چلاس بنادیا گیا۔
3. صفی اللہ بیگ کو جمعدار سے صوبیدار کی پوسٹ پر ترقی۔
4. سلطان اسمائیل عرف جاناں کو حوالدار سے جمعدار
5. فردوس علی خان کو حوالدار سے جمعدار بنادیا گیا۔

03 جنوری 1948ء لفٹنٹ حیدر گلگت سے راولپنڈی کی طرف روانہ ہوا۔ ان کی سروسز یہاں سے تبدیل کی گئی تھیں۔ لفٹنٹ حیدر کا گلگت کے انقلاب میں بڑا حصہ تھا۔ وہ شروع سے دو جنوری 1948ء تک اس انقلاب کا وفادار رہا اس نے انقلاب کی کامیابی کے لیے اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لایا۔ وہ سکاؤٹس کے منصوبے پر جسے براؤن نے نظر ثانی کی تھی، آخری دم تک وفادار رہا اور خلوص دل سے اس کی کامیابی کے لیے راجہ بابر، میجر براؤن کا ساتھ دیا۔ سب سے بڑی بات اس نے گلگت میں پاکستان سے ہٹ کر کسی اور انتظامی سٹرکچر کو قبول نہیں کیا۔ اس نے میجر براؤن کی کھل کر حمایت کی اور کہا کہ گلگت کا پاکستان کے اندر ہی رہ کر تحفظ ممکن ہے اس وجہ سے کرنل حسن اور کیپٹن سعید درانی راجہ شاہ رئیس خان اور دو چار اور لوگ لفٹنٹ حیدر سے ناخوش تھے۔ راجہ شاہ رئیس کو تو حیدر نے واضح طور پر بتادیا تھا کہ گلگت میں اب ان پڑھ راجگی کا کوئی دوسرا دور نہیں آسکتا۔ تاہم انھوں نے سردار عالم سے سفارش کی کہ راجہ شاہ رئیس کو کسی طرح Compensate کیا جائے۔ چنانچہ سردار محمد عالم نے حکومت پاکستان سے رابطہ کر کے انھیں وظیفہ دینے کی درخواست کی۔ راجہ شاہ رئیس خان گلگت کی صدارت سے الگ ہو کر مایوسیوں کا شکار ہوگیا تھا۔ اسے نہ راجگی ملی اور نہ اسے صدر ہونے کا کوئی معاوضہ۔ اس لیے وہ شکوہ شکایت کا بازار گرم کیے ہوئے تھا۔ بہر حال سردار محمد عالم نے تلافئ مافات کے طور پر ان کو کنٹرولر فوڈ متعین کر دیا اور ڈھائی سو روپے وظیفہ مقرر کر کے ان کی خوشنودی حاصل کی۔ اب راجہ صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے بہی خواہ ہوگئے تھے۔ یہ علامتی سے تقرری تھی بس کسی بہانے سے ڈھائی سو روپے وظیفہ دینا تھا۔ حسن خان اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ انھوں نے (پولیٹکل ایجنٹ) لفٹنٹ حیدر کو جسے میں نے پہلا کالا کمشنر پر لگادیا تھا۔ اس کے عہدے پر قبضہ کرلیا اور اسے اپنے امدادی کام پر لگادیا پھر اس کے بعد بقیہ حضرات معہ صدر صاحب اس کے امدادی بن کر اپنے اپنے گھروں میں رہنے پر راضی ہوگئے۔ " فکر ہر کسے بقدر ہمت اوست "ایک کو پاکستان میں لفٹنٹی کی لالچ مل گئی اور دوسرے کو ڈھائی سو روپے ماہوار وظیفہ صفحہ 151۔ شمشیر سے زنجیر تک"۔ ظاہر ہے پولیٹکل ایجنٹ کے نیچے کسی کو کمشنر نہیں رکھا جا

سکتا تھا۔اس لیے یہ تبدیلیاں ضابطے کے مطابق عمل میں لائی گئیں۔

05 جنوری 1948ء ہنزہ میں ریکروٹس بھرتی کیے گئے۔

11 جنوری 1948ء گوہغذر کے ریکروٹس بھرتی کیے گئے۔

12 جنوری 1948ء کرنل اسلم کو دسمبر میں ہی واپس آنا تھا لیکن وہ جی۔ایچ۔کیو میں مختلف امور کے حوالے سے مشوروں میں مصروف رہا۔گلگت آنے سے پہلے اس نے درج ذیل فیصلوں کی منظوری حاصل کی۔

1. میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن کو گلگت سے واپس بلا لینے کی منظوری۔
2. کیپٹن حسن کی چلاس تبدیلی تا کہ وہاں افواج کی تربیت کا اہتمام کر سکیں۔

دراصل کرنل اسلم ان افسران کو اپنے لیے سدراہ سمجھتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ ان کی موجودگی میں وہ اپنے پورے اختیارات حسب مرضی استعمال نہیں کر سکیں گے۔یہ احکام اس کے آنے سے پہلے گلگت پہنچ چکے تھے اور ان پر عملدرآمد ہونے والا تھا۔

وہ 12 جنوری کو گلگت پہنچے اور اسی دن اس نے میجر براؤن سے چارج لینے اور دینے کی رسم پوری کی۔میجر براؤن گلگت سے جا رہا تھا، اس میں برٹش حکومت کی صواب دید شامل تھی۔برٹش حکومت کا منشا حاصل ہو چکا تھا۔اب وہ مزید ہلچل سے بچنا چاہتی تھی۔براؤن کے الفاظ میں

> "I was being removed from this vital corner of the world at a time when I was most needed because I was proving an embarrassment to the British Govt which after all was directly responsible for the inpasse between the two donimions over the Kashmir and Gilgit Agency question page.265. Gilgit Rebellion".

14 جنوری 1948ء میجر براؤن گلگت میں ایک سخت کشاکشی کی زندگی گزار کر آج ہارو ڈ جہاز میں بیٹھ کر پشاور کی طرف روانہ ہوا۔اس نے انگریزوں کی ہدایات کے مطابق ایک انقلاب کو پالا پوسا اور اسے ایک راہ دی،۔ جس میں کیمونزم) کے لیے کانٹے بچھا دئے گئے تھے اور نہ صرف یہ علاقے بلکہ برصغیر اور اس پار علاقوں کو بھی سویٹ یونین کی پہنچ سے دور کر دیا گیا تھا۔

کرنل اسلم ایک پیشہ ور فوجی تھا۔وزیراعظم جناب لیاقت علی خان نے اسے گلگت میں کامل اختیارات سونپ دیے تھے۔اور اسے کہا گیا تھا کہ پاکستان کے مشکل حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی بصیرت اور تجربے کو کام میں لاتے ہوئے گلگت کو اندورنی اور بیرونی خلفشار سے بچائے۔موجودہ وسائل سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے گلگت کی سرحدوں کو مستحکم کرے اور ملک کی تقویت کا باعث بنے۔چنانچہ وہ اپنے کام میں مگن ہوا، وہ آزاد کشمیر، گلگت بلتستان اور مقبوضہ کشمیر کے

چپہ چپہ سے باخبر تھا۔ اس لیے اس کی یہاں تعیناتی بہت کار آمد ثابت ہوئی۔ وہ کسی شہرت، لالچ اور عہدے کا طلب گار نہیں تھا۔ اس لیے وہ لوگوں سے کم ملتا تھا۔ سید مبارک حسین عاجز لکھتے ہیں۔" کرنل پاشا سے بھی ملاقات ہوئی، وہ بذات خود ایک فوجی افسر تھے اور میل ملاقات میں کسی خاص خوشی کا اظہار نہ کرتے اور نہ ہی کسی سے گھل مل کر باتیں کرتے "صفحہ 45 گلگت کہساروں کی سرزمین میں _____ اس میں کوئی شک نہیں بس اسے اپنے کام سے غرض تھی۔ جی۔ ایچ۔ کیو میں شیر خان ڈی ایم او تھے۔ اسے اس کی حمایت حاصل تھی۔ کرنل پاشا نے اپنے کسی کام کے لیے کسی سے کوئی حکم یا منظوری نہیں لینی تھی۔ گلگت آنے سے پہلے وہ جی۔ ایچ۔ کیو۔ راولپنڈی سے کچھ اہم فیصلے کروالائے تھے۔ ان کی وجہ سے اس کی حیثیت مستحکم ہوگئی تھی۔ اب وہ اپنے اختیارات بغیر کسی کی مداخلت کے استعمال کر سکتے تھے۔

1. وہ انگریزوں کی پاکستان واپسی کی منظوری لائے تھے۔ اس نے میجر براؤن سے سکاؤٹس کور کا چارج لینا تھا جو اس نے 12 جنوری 1948ء کو میجر براؤن سے لے لیا۔
2. حسن کی چلاس تبدیلی۔
3. کچھ آرمی افیسروں کی گلگت میں تقرری جو کرنل پاشا کا ہاتھ بٹائیں گے۔

کرنل پاشا اور کرنل حسن ایک کیڈر کے لوگ تھے۔ کرنل اسلم کے پاکستان آرمی جوائن کرنے کے بعد اس کی پوزیشن کرنل حسن کے مقابلے میں مضبوط ہوگئی تھی۔ اور وہ اب حسن خان کا کمانڈر بن کر آگیا تھا۔ کرنل اسلم کرنل حسن کو بونجی سے بے دخل کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ بونجی میں حسن کی عملداری زیادہ رہی تھی۔ حسن خان کو اس کے اس مضبوط گڑھ سے الگ کیے بغیر کرنل پاشا آسانی سے آگے بڑھ نہیں سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے حسن کو چلاس بھجوا کر اسے کمزور کر دیا تھا۔ پھر اسے صرف سکاؤٹس کا کمانڈر بنایا گیا تھا۔ چھٹی جموں و کشمیر انفنٹری کا ایک سپاہی بھی اس کے ساتھ نہیں تھا۔

وہ جن آرمی آفیسروں کو اپنے ہاتھ بٹانے گلگت لایا تھا۔ وہ سب کے سب اس کے بھائی بند تھے۔ بریگیڈیر میجر محمد انور ان کا بھائی تھا۔ کیپٹن عظمت ڈی۔ کیو۔ انکے قریبی حلقوں میں سے تھا۔ پھر ان کا بھائی ونگ کمانڈر اصغر خان (بعد میں ائیر مارشل) فوجی ساز و سامان جہاز سے گرانے اس کی مدد کو آچکا تھا۔ کرنل پاشا نے پھر سکوٹس، ریکروٹوں اور چھٹی جموں و کشمیر انفنٹری کی باقیادت کو ملا جلا کر چار ونگ بنا دیے۔ جس کے باعث کوئی فرد اپنے کسی گروپ سے متعلق کی بنیاد پر زور زبردستی نہیں دکھا سکتا تھا۔ مزید برآن اس طرح ریکروٹوں کی تربیت بھی آسان ہوگئی تھی۔ نیز تمام افراد کو ایک دوسرے کے تجربات سے فائدہ اٹھانے کے مواقع بھی حاصل ہو گئے تھے۔ کرنل پاشا نے درج ذیل چار ونگ بنا ڈالے

اے ونگ کمانڈر، کیپٹن محمد خان،
ہیڈ کوارٹر۔ بونجی
اس ونگ میں استور، یاسین کے سکاؤٹس اور چھٹی جموں و کشمیر انفنٹری کے جوان شامل تھے۔

بی ونگ کمانڈر کیپٹن حسن خان
ہیڈ کوارٹر چلاس
اس میں یونیال، گوپس اور گلگت کے سکاؤٹس شامل تھے۔ چھٹی جموں و کشمیر انفنٹری کا کوئی جوان شامل نہ تھا۔

سی ونگ کمانڈر لفٹنٹ محمد بابر خان
ہیڈ کوارٹر گلگت
اس میں ہنزہ و نگر کے سکاؤٹس شامل تھے۔

ڈی ونگ کمانڈر میجر احسان علی
ہیڈ کوارٹر گلگت
اس میں مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے سکاؤٹس شامل تھے۔

ہر ونگ میں چار چار سو تک کی تعداد میں فوجی شامل تھے۔ کرنل پاشا نے متحدہ فوجی طاقت کو ایک ہزار پانچ سو پچاسی نفوس تک بڑھا کر ایک فوج کھڑی کی۔ فوری طور پر کرنل پاشا تین مقاصد کے حصول پر کاربند تھا۔

1. ریکروٹوں کو جلد سے جلد تربیت فراہم کرنا اور انھیں اس قابل بنانا کہ وہ بندوق چلا سکیں۔
2. اس تربیت کے بعد کرنل پاشا سرما کے اندر اندر ان دستوں کو متحرک کرنا اور ان کی مدد سے دور دور تک خالی پڑے علاقوں کو اپنے قبضے میں لانا چاہتے تھے۔
3. بہار کے آغاز سے پہلے جب ہندوستان کی طرف سے اس طرف حملوں کا آغاز ہوگا۔ جنوب مشرق اور جنوب مغرب کی طرف واقع دروں تک رسائی حاصل کرنا اور ہندوستانی افواج کو اس طرف بڑھنے سے روکنا۔

کرنل پاشا کی منصوبہ بندی اور یہ سوچ انتہائی لاجواب تھی۔ یہی وجہ تھی جب جنگ کی اصل کش مکش شروع ہوئی تو ہمارے سکاؤٹس نے ہندوستان کی باقاعدہ افواج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اسے ناک چنے چبوائے اور بڑا علاقہ آزاد کروایا جسے آج ہم گلگت بلتستان کہتے ہیں۔

باب - 10

گلگت کے انقلاب کا ماحصل

تیسرے باب میں تفصیل کے ساتھ انگریزوں کی گلگت کے حوالے سے اُن کی حکمت عملی اور عسکری جوڑتوڑ کا بیان ہوا ہے کہ اُن کے نزدیک یہ علاقہ کتنی اہمیت کا حامل تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی(East India Company)لنڈن کے تاجروں کی ایک جماعت تھی لیکن اس جماعت کو بھی اس امر کا احساس تھا کہ گلگت کے بغیر جہاں مملکتوں کا ایک سنگم واقع ہے، ہندوستان کا دفاع ممکن نہیں۔ انگریزوں کے لیے یہ علاقہ ایک دلفریب سوچ کا نام تھا۔ وہ اس علاقے میں مملکتوں کے کنارے بنتے اور بکھرتے دیکھتے۔ جان کے(John Keay) گلگت کی اسی رومانیت کا ذکر کرتے ہیں۔

"All of which, though occasionally, leading to absurdities, makes the Gilgit game wastly more exciting and romantic than most of the great game. From Rudyard Kipling to Jhon Masters Fiction writers have found their best material in the Gilgit story" Page 3 "The Gilgit Game"

یہی وجہ تھی انگریزوں نے گلگت کو کشش ثقل کا مرکز قرار دے کر چار طرف اپنی سرگرمیوں کے جال بچھائے۔ جان کے اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"Hence the importance of Gilgit was already appreciated, of the eight or nine passes, six in fact lay within a week's march from the little township. In the 1890s visitors would be so impressed with this discovery that, filled with the railway mania of the day, they would predict for Gilgit one of the world's great junctions. Here the line from India to Samarkand and Moscow would link up with the branch to Sinkiang, Mongolia and Peking". Page 3 "The Gilgit Game.

ایسٹ انڈیا کمپنی کے گورنر جنرل ہوں یا تاج برطانیہ کے وائسرائے سب نے یہ بات اپنے دل میں بیٹھا رکھی تھی

کہ کسی بھی روسی یلغار کی صورت میں گلگت پہلی دفاعی لائن ہوگی۔ اسے ایک بفرزون کی حیثیت سے برقرار رکھا جائے گا اور اس کی حفاظت کی جائے گی۔ جان کے لکھتے ہیں:

"As th Russain threat developed in 1870s the question of finding a defensible Kashmir frontier and reliable system of guarding it became crucial" Page 5.

جیسے آگے لکھا گیا ہے، انگریزوں نے محض ان سرحدات کی حفاظت کے لیے چترال سکاؤٹس، گلگت سکاؤٹس، امپریئل سروس ٹروپس جاسوسی کے نظام قائم کیے۔ ڈیورنیڈ لائن کھینچی گئی، واخان بفرزون بنا کر گلگت کے اردگرد حصار باندھا گیا تا کہ اس باب برصغیر کو روس کے لیے ناقابل گزر بنایا جائے۔ برٹش حکمرانوں نے افغانستان پر تین جنگیں مسلط کر کے اسے روسی اثر نفوذ سے نکالا اور اپنے زیر اثر لایا۔ چترال کو صوبہ سرحد سے ملا کر اسے ایک مضبوط دفاعی ڈھانچہ فراہم کیا۔ انگریزوں کا اس سے پیٹ نہیں بھرا۔ گلگت ان کے جسم و جان میں سما گیا تھا اس لیے 1935ء میں اسے 60 سال پٹہ پر حاصل کیا تا کہ گلگت کے دفاع کو مضبوط تر بنایا جاسکے۔

جون 1947ء میں تقسیم ہند کے منصوبے کا اعلان ہوا۔ انگریزوں کی نظر جموں کشمیر پر تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ یہ علاقہ پاکستان کا حصہ بن جائے تا کہ مسلمان روسی کیمونزم کی راہ میں حائل ہو کر اسے جنوب کی طرف بڑھنے سے روکیں۔ اس طرح بحر ہند، خلیج اور اردگرد واقع اُن کی تنصیبات محفوظ رہ سکیں۔ لارڈ مونٹ بیٹن کو بھی یہی فکر لاحق تھی کہ برٹش حکومت کی ہند سے نکل جانے کے بعد شمال مغربی سرحدات کے تحفظ کا کیا بنے گا۔ کون روسی جارحیت اور اس کی توسیع پسندانہ پالیسوں پر روک لگا دیگا۔ وہ بھی یہی امید رکھتا تھا کہ کشمیر ایک مسلم اکثریتی علاقہ ہونے کے ناطے پاکستان کا حصہ بنے گا۔ لیکن وہ خود گورنر جنرل انڈیا بننے کے بعد ایک بڑی مشکل میں پھنس کر رہ گیا تھا۔ وہ یا انگریز کھل کر پاکستان کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ جواہر لال نہرو، گاندھی اور دیگر کانگرسی رہنما ہندوستان کی تقسیم کی صورت میں زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرنے پر تُل گئے تھے۔ اُنھوں نے ریڈکلف ایوارڈ کے ذریعے پاکستان پر کاری ضربیں لگائیں۔ تاہم انگریزوں نے تاج برطانیہ کی پالیسوں کے عین مطابق زیر زمین اپنی تحریک جاری رکھی کہ اگر جموں وکشمیر پورا پاکستان کا حصہ نہیں بنتا تو کم از کم گلگت پاکستان کا لازمی جزو بن جائے۔ میجر برہما اپنی کتاب ہسٹری آف جموں اینڈ کشمیر رائفلز 1820 تا 1956ء میں لکھتے ہیں "مہاراجہ آزاد رہنا چاہتا تھا اس وجہ سے وہ کوئی فیصلہ جلدی سے نہیں کر سکتا تھا۔ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے کی عجیب صورت حال سے دوچار تھا۔ میجر برہما کہتے ہیں اُن کے الفاظ میں

"While he was in this frame of mind the Pakistan lobby, which interestingly included Lord Mountbatten the viceroy of India, began to exert pressure on the Maharaja to make him decide in favour of

Pakistan. The suggestion of Lord Mountbatten was obvious when he advised the Maharaja to decide in favour of dominion or the other in keeping with the wishes of the people, while at the same time assuring him that the leaders of the Indian dominion would not take it as an unfriendly act were he to join Pakistan" Page 217.

مہاراجہ کشمیر پر اپنا اپنا اثر ڈالنے کے لیے ہندو زعما کشمیر کا دورہ کرنا چاہتے تھے جن میں نہرو، گاندھی، سردار پٹیل وغیرہ شامل تھے۔ مونٹ بیٹن چاہتے تھے کہ وہ ان رہنما سے پہلے کشمیر کا دورہ کرے۔ مونٹ بیٹن کا یہ بھی عندیہ تھا کہ مہاراجہ کو خلوت میں مشورہ دیں گے کہ اُس نے کسی ملک میں شمولیت کرنا ہے۔ قائداعظم نے اس دوران میجر جنرل سکاٹ کے توسط سے مہاراجہ کو یہ یقین دلایا کہ اگر وہ پاکستان میں شمولیت کرے تو اُسے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو تاج برطانیہ کی طرف سے اُسے حاصل ہیں۔ مونٹ بیٹن نے بھی جنرل سکاٹ کا سہارا لیا لیکن مہاراجہ ہری سنگھ کٹر ہندو تھا۔ بقول کرن سنگھ "مسلم لیگ کو میرے پتا جی محض اس لیے پسند نہ کرتے تھے کہ وہ ایک ہندو تھے اور مسلمانوں کے لیے اپنے دل میں گہرا تعصب رکھتے تھے۔" (کرن سنگھ کی آپ بیتی)

مہاراجہ ہری سنگھ کو بھی یہ احساس تھا کہ لارڈ مونٹ بیٹن کی ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہیں اور وہ اس حوالے سے ضرور اُن پر زور دیں گے کہ وہ پاکستان میں شمولیت اختیار کرے۔ یہ سمجھ کر مہاراجہ ہری سنگھ نے لارڈ مونٹ بیٹن کو جب وہ کشمیر کے دورے پر تھے، اُنھیں کوئی موقع فراہم نہیں کیا کہ وہ پاکستان کے حق میں کچھ بول سکے۔ یوراج کرن سنگھ اپنی آپ بیتی میں اسی کا ذکر کرتے ہیں: "لارڈ مونٹ بیٹن خاص سیاسی مقصد سے کشمیر آئے تھے۔ لارڈ مونٹ بیٹن کے مشوروں کو بھی اُنھوں نے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ انھیں دعوتوں، شکار اور پارٹیوں میں الجھائے رکھا۔ کام کی بات کرنے کا وقت آیا بھی تو کنی کترا گئے۔ لارڈ مونٹ بیٹن جب کشمیر سے گئے تو وہ زیادہ خوش نہ تھے"۔ مگر فریڈم ایٹ مڈ نائٹ کے فرانسی مصنفین لاری کولنز اور ڈومینک لاپیری کچھ اور کہتے ہیں۔ "ماؤنٹ بیٹن نے کشمیر کا دورہ کیا تا کہ ہری سنگھ کو الحاق پر آمادہ کر سکے۔ وائسرائے نے ہری سنگھ کو یقین دلایا کہ مسٹر جناح نے انھیں یقین دلایا ہے کہ ہندو ہونے کے باوجود انھیں جملہ تحفظات و مراعات دی جائیں گی۔ ہری سنگھ نے جواب دیا۔ "وہ پاکستان میں شامل نہیں ہونا چاہتا"۔ پھر تم ہندوستان میں شامل ہو جاؤ۔ میں تمہاری سرحدوں کی حفاظت کے لیے ایک انفنٹری ڈویژن بھیجنے کو تیار ہوں۔ لیکن حالات کا تقاضا یہی ہے کہ تم پاکستان کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ کیونکہ کشمیر کی نوے فیصد آبادی مسلمان ہے اور اگر تم نے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا تو ہندوستان کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا"۔ بہرحال انگریزوں نے ہر سطح پر کوشش کی کہ گلگت ہندوستان کے حصے میں نہ چلا جائے۔ ڈاکٹر سکینہ اسی بارے میں کہتے ہیں۔

"Mountbatten made sure that Gilgit somehow did not revert to the

State of Jammu and Kashmir but passed into the hands of Pakistan as to enable the Anglo. Americans to maintain their base in this key central Asian outpost after the transfer of power" Page 17 Kashmir a Disputed Legacy

آلسٹیئر لیمپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزوں کی پالیسی شروع سے یہی رہی تھی کہ یہ خطہ زمین روسی دستبرد سے محفوظ رہے۔ وہ ڈاکٹر سکسینہ کے تجزیہ کے تسلسل میں لکھتے ہیں:

"While Mountbatten did not lift a finger to push Gilgit Agency towards Pakistan, was Dr. Saxena suggests, yet British policy for a century or more, culminating in Moutbatten's ultimate Viceroyalty, was directed towards the security of that part of the frontiers of the sub continent which is symbolised by the name "Gilgit Agency" and the history of the state of Jammu and Kashmir from its creation in 1846 until the crisis of 1947 was dominated by the implications of that policy" Page 18

میجر براؤن اور کیپٹن متھی سن کی گلگت سکاؤٹس میں تقرری ان خصوصی حالات کے تناظر میں عمل میں لائی گئی تا کہ یہاں پاکستان کے حق میں ایک انقلاب لایا جاسکے۔ کرنل بیکن پولیٹیکل ایجنٹ خیبر نے ایک رابطہ کار کی حیثیت سے کام کیا۔ اُن کے جارج کننگم گورنر سرحد، جنرل میسوری، جنرل گریسی، جنرل سکاٹ اور دیگر اہم انگریز اہل کاران سے خصوصی رابطے تھے۔ کرنل بیکن والئی سوات، مہتر چترال، میر ہنزہ سے بھی قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی والئی سوات کے جاسوس داریل وتانگیر میں گھسے ہوئے تھے اور یہاں پاکستان کے حق میں ایک تحریک جاری تھی۔ رضا کار بھرتی کیے جارہے تھے۔ علماء مساجد میں نظریہ اسلام کے لیے خطابت دے رہے تھے۔ مہتر چترال گلگت پر دباؤ بنائے ہوا تھا کہ یہ علاقہ پاکستان میں شامل ہو وگرنہ اس پر چڑھائی کی جائے گی۔

کرنل بیکن نے اپنی پولیٹیکل ایجنسی کے دور میں گلگت میں پاکستان کے لیے جذبات ابھارنے میں اپنے جاسوسوں سے کام لیا۔ سول اور سکاؤٹس اہل کاراں پر یہ واضح کیا جاتا رہا کہ اگر یہ علاقہ پاکستان سے ہٹ کر کسی طرف چلا جاتا ہے تو یہاں کے لوگوں کے مفادات پر کاری ضرب لگ سکتی ہے۔ سکاؤٹس کو خبردار کیا جاتا رہا کہ ریاستی افواج کے یہاں آنے کے بعد اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ وہ انگریزوں کی عطا کردہ مراعات سے محروم ہو سکتے ہیں۔ سول ملازمین کی تنخواہیں گر سکتی ہیں۔ جون، جولائی 1947ء کے دوران سول ملازمین اور سکاؤٹس کی متعدد میٹنگیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں

کہ انگریز پاکستان کے لیے ایک تحریک کو پال پوس رہے تھے۔ ایف۔سی۔آر اور دیگر سخت قوانین کی موجودگی میں انھیں موقع فراہم کیا جارہا تھا کہ وہ مل بیٹھیں اور تحریک پاکستان کے لیے کام کریں۔

بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ اور کرنل بیکن کے چارج لین دین کے وقت جب یونین جیک اتارا جارہا تھا موقع پر موجود انگریز غم سے نڈھال ہو رہے تھے۔ وہ اُن برگزیدہ انگریز اہل کاران کو یاد کر رہے تھے۔ جنھوں نے انتہائی مشکل حالات میں اس طرف انگریزوں کی پالیسوں کو زندہ رکھا۔ روسی یلغار پر بند باندھ کر پورے برصغیر کو روسی اثر نفوذ سے علاقے کو محفوظ کیا۔ ڈیورنیڈ، نائٹ، یانگ ہسبنڈ، بروس، جارج رابرٹسن وغیرہ آنکھوں کے سامنے آرہے تھے۔ جنھوں نے یہاں حلقہ بندیاں کیں، اہم دروں پر پہرے بٹھائے، گھاٹیوں، تنگنائیوں وغیرہ کا کھوج لگا کر حصار باندھے تاکہ روس کا داخلہ اس طرف ممکن نہ ہو۔ انگریز اپنی اس پالیسی میں کامیاب رہے۔ روس کے جنوب کی طرف بڑھنے کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور روسی سرگرمیوں کو پامیر اور ہندوکش کے پار محدود کر کے رکھ دیا۔

1947ء میں روسی خطرہ پھر بھی موجود تھا۔ انگریزوں، امریکنوں اور مغربی ممالک کے مفادات، خلیج، بحر ہند، سویز اور ارد گرد اب بھی داؤ پر تھے۔ روس کی گرم پانیوں تک پہنچنے کی خواہش ابھی نہیں مری تھی۔ انگریز اس صورت حال سے باخبر تھے۔ ویسے کیمونزم کا پھیلاؤ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ ہندوستان میں ایک مضبوط کیمونسٹ پارٹی موجود تھی۔ انگریزوں نے شدومد سے کیمونزم کا پرچار کیا اور یہ بتایا کہ یہ کافرانہ نظام اسلام سے براہ راست متصادم ہے۔ سوات، دیر، چترال، داریل، تانگیر اور چلاس میں یہ فکر عام ہوگئی تھی کہ یہ لادینی نظام اسلام کو روبہ زوال کر سکتا ہے۔ اس لیے اس طرف علماء اور عوام برگشتہ تھے۔ اس حوالے سے ایک ایسا وفد کیپٹن ہملٹن سے ملا جو سکاؤٹس کے ڈپٹی کمانڈر ہونے کے ساتھ اسٹنٹ پولٹیکل ایجنٹ چلاس تھے۔ ہملٹن نے انھیں بتایا کہ وہ فکر نہ کریں کہ ہم (یعنی انگریز) یہاں جلد پاکستان بنا ڈالیں گے۔ یہ بات آگے بھی بیان ہوئی ہے۔ اس بات کی خبر کیپٹن سعید درانی نے بریگیڈیئر گھنسارا سنگھ کو پہنچا دی تھی۔

31 جولائی 1947ء کو میجر براؤن، کرنل بیکن کے درمیان خاصی گہری بات چیت ہوئی۔ وہ گلگت میں اس تبدیلی کو دل سے قبول نہیں کر رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کرنل بیکن نے یہ واضح اعلان کیا کہ مہاراجہ کی حکومت یہاں تین ماہ سے زیادہ نہیں چلے گی۔ بریگیڈیئر گھنسار سنگھ سقوط گلگت کے بارے میں اور اسباب کے علاوہ ایک بڑی وجہ براؤن اور متھی سن کو قرار دیتے ہیں کہ انھوں نے انقلاب لانے میں حصہ لیا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"Two British oficers commanding Gilgit Scouts took active part in bringing about this revolution".

برصغیر میں موجود تمام انگریز شمال مغربی سرحد کے بارے میں فکر مند رہتے تھے۔ میجر کاب، لفٹنٹ کرنل بیکن پولیٹکل ایجنٹوں کے دور سے خطہ گلگت میں یہ فکر پروان چڑھائی گئی تھے کہ ہندو کی حکمرانی مسلمانوں کے لیے تباہ کن ہوگی۔ گلگت سکاؤٹس یہاں کی واحد عسکری قوت تھی۔ اس کے جوان زیادہ تر ہنزہ نگر، پولیٹکل ڈسٹرکٹس سے ہوتے۔ گلگت سکوٹس